اپریل
۲۰۲۱ء

April
2021

مَاهنَامَہ

حشمت ضیا

مدیر اعلیٰ

عبید حشمت علی غفرلہ

تزئین کار

محمد سہیل رضا حشمتی غفرلہ

(عرب شریف)

سنیت کا کام کرینگے فتاوی رضویہ عام کرینگے

ماہنامہ
حشمت ضیا
اپریل ۲۰۲۱ء

مدیر

عبید حشمت علی غفرلہ

تزئین کار

محمد سہیل رضا حشمتی غفرلہ القوی

(عرب شریف)

بفیضِ رُوحانی

ام المومنین **حضرت خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد** رضی المولیٰ عنہا

ثم

ام المومنین **حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق اکبر** رضی المولیٰ عنہا

ثم

شہزادیٔ رسول **سیدہ طیبہ فاطمۃ الزہراء** سلام اللہ علیہا

ثم

سیدتنا رابعہ عدویہ رضی اللہ عنہا

ثم

عابدہ مخدومہ **ساریہ فاطمہ کنیز غوثیہ باجی صاحبہ** علیہ الرحمہ

زیر سایۂ کرم

شہزادۂ مظہر اعلی حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، شیر ہندوستان، **حضرت مفتی ادریس رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلی حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، مفتی اعظم پیلی بھیت **حضرت علامہ مفتی معصوم رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلی حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، صاحب کشف و کرامت **حضرت علامہ مفتی ناصر رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

نبیرۂ مظہر اعلی حضرت محقق عصر، رئیس التحریر **حضرت مفتی فاران رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

فہرست

نوٹ: تمام مشمولات کی صحت ودرستگی پر مجلس ادارت کی گہری نظر رہتی ہے پھر بھی اگر کوئی شرعی غلطی راہ پا جائے تو آگاہ فرما کر اجر کے مستحق بنیں۔ان شاء اللہ تعالی کسی قریبی شمارے میں تصحیح کر دی جائیگی۔

نعت شریف

از- مداح الحبیب محمد جمیل الرحمن خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

اَللّٰہُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْحَبِیْبِ الْعَالِی الْقَدْرِالْعَظِیْمِ الْجَاہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ

صلی اللہ علی النبی ﷺ !!

آنکھوں کا تارا نامِ محمد — دل کا اُجالا نامِ محمد ﷺ

اللہُ اَکبر، ربُّ العُلا — ہر شے پہ لکھا نامِ محمد ﷺ

رکھو لحد میں جس دَم عزیزو — مجھ کو سُنانا نامِ محمد ﷺ

روزِ قیامت میزان و پُل پر — دے گا سہارا نامِ محمد ﷺ

پُوچھے گا مولیٰ لایا ہے کیا کیا — میں یہ کہوں گا نامِ محمد ﷺ

اپنے رَضا کے قُربان جاؤں — جس نے سِکھایا نامِ محمد ﷺ

اپنے **جمیلِ رَضوی** کے دل میں — آجا سَما جا نامِ محمد ﷺ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم !!

(قبالۂ بخشش، ص ۷۳)

بدمذہبوں کے ساتھ نشست و برخاست

از۔ شیخ المسلمین فی الحدیث امام حافظ ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن بن الفضل بن بہرام الدارمی (امام دارمی) رضی اللہ عنہ

ابو قلابہ ارشاد فرماتے ہیں بد مذہب لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو اور ان کے ساتھ بحث نہ کرو کیوں کہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ لوگ تمہیں بھی اپنی گمراہی میں شریک کر لیں گے یا تمہارے عقائد کے بارے میں تمہیں شبہے کا شکار کر دیں گے۔

ایوب بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ سعید بن جبیر نے مجھے طلق بن حبیب کے پاس بیٹھے دیکھا تو مجھ سے کہا میں نے تمہیں طلق بن جبیب کے پاس ہی بیٹھے دیکھا تھا؟ آئندہ تم ہرگز اس کے ساتھ نہ بیٹھنا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما ارشاد فرماتے ہیں ان کے پاس ایک شخص آیا تھا اور یہ بولا تھا کہ فلاں شخص نے آپ کو سلام بھیجا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے جواب دیا: مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ وہ شخص بدعتی ہے اگر وہ بدعتی ہے تو تم میری طرف سے اسے سلام نہ کہنا۔

اعمش بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم نخعی کے نزدیک بدعتی شخص کی برائی بیان کرنا غیبت نہیں ہے۔

شعبی ارشاد فرماتے ہیں (نفسانی خواہشات کی پیروی کو) ہوی اس لیے کہا گیا ہے کیونکہ وہ اپنے ساتھی کو جھکا دیتی ہے۔

محمد بن واسع بیان کرتے ہیں مسلم بن یسار فرمایا کرتے تھے بحث کرنے سے بچو کیونکہ یہ وہ گھڑی ہوتی ہے جس میں عالم شخص بھی جاہل بن جاتا ہے اور شیطان اسے پھسلانے کے لئے اسی موقع کی تلاش میں ہوتا ہے۔

اسماء بن عبید بیان کرتے ہیں۔ دو بدمذہب شخص، ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے اے ابو بکر (یہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ہے) ہم آپ کو ایک حدیث سناتے ہیں۔ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: نہیں، وہ دونوں بولے پھر ہم آپ کے سامنے اللہ کی کوئی آیت تلاوت کر دیتے ہیں۔ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا نہیں۔ تم دونوں اٹھ کے چلے جاؤ ورنہ میں اٹھ کے چلا جاؤں گا۔ راوی بیان کرتے ہیں وہ دونوں اٹھ کے چلے گئے تو حاضرین میں سے کسی شخص نے کہا اے ابو بکر اگر وہ آپ کے سامنے قرآن کی کوئی آیت پڑھ دیتے تو اس میں کیا حرج تھا ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: مجھے یہ اندیشہ تھا کہ یہ لوگ میرے سامنے کوئی آیت پڑھیں گے اور اس کی اپنی طرف سے کوئی تفسیر بیان کریں گے اور وہ میرے دل میں پختہ ہو جائے گی۔

سلام بن ابو مطیع ارشاد فرماتے ہیں۔ ایک بدعتی شخص نے ایوب سے یہ کہا اے ابو بکر میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں تو ایوب نے اس سے منہ پھیر لیا اور انگلی کے ذریعے اشارہ کر کے کہا کہ میں آدھی بات بھی نہیں بتاؤں گا (امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) سعید نامی راوی نے اپنے دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے ذریعے باقاعدہ اشارہ کر کے یہ بات بتائی۔

کلثوم بن جبر بیان کرتے ہیں۔ایک شخص نے سعید بن جبیر سے کوئی سوال کیا تو انہوں نے اسے جواب نہیں دیا اس بارے میں ان سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا: یہ انہی (بدمذہب) لوگوں میں سے ایک ہے۔

امام ابو جعفر محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: بحث کرنے والے لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھا کرو کیونکہ وہ اللہ کی آیات کے بارے میں (اپنی کم فہم کے مطابق غلط طریقے سے) بحث کرتے ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں بدمذہب لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو اور ان کے ساتھ بحث نہ کرو اور ان کی باتیں نہ سنو۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں (خواہش نفس کی پیروی کرنیوالے بدمذہب لوگوں کو) "اصحاب ہواء" اس لیے کہا گیا ہے کہ ان کے نظریات انہیں جہنم میں لے جائیں گے۔

(سنن دارمی شریف، جلد اول، باب اجتناب اھل الاھواء والبدع والخصومۃ)

☆☆☆☆☆☆

اسرار روزہ

از: امام المتکلمین علامہ نقی علی خان قادری علیہ الرحمۃ الرحمن

قال اللہ تعالی یا ایھاالذین امنو کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم

اے ایمان والوں فرض کیا گیا تم پر روزہ جیسا فرض ہوا اگلوں پر اے عزیز کمال عظمت اور نہایت منزلت اس دولت بے نہایت کی اس آیت سراپا بشارت سے قیاس کر کہ پروردگار تقدس و تعالیٰ روزہ داروں کے ایمان کی گواہی دیتا ہے اور اُن کو ایمان والے کہتا ہے اور کمال عنایت و شفقت سے اپنے بندوں کی تسکین و تشفی کرتا ہے کہ یہ عبادت کچھ تمہیں پر فرض نہیں ہوئی بلکہ اگلی اُمتوں پر بھی فرض تھی بعض امم سابقہ پر روزہ ایام بیض اور یہود پر روزہ عاشورہ اور ہر شنبہ فرض اور نصاریٰ پر ماہ رمضان مقرر ہوا لیکن اس سال سردی یا گرمی بشدّت تھی لہٰذا انہوں نے روزہ شاق سمجھ کر موسم بہار میں روزے رکھے اور اس تبدیل کے کفارہ میں بیس اور زیادہ کئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں روزہ عبادت قدیمی ہے کوئی شریعت اس سے خالی نہیں یہ نہ سمجھو کہ یہ تکلیف نئی ہوئی بلکہ اگر نظر تعمق سے دیکھو تو فرضیت اس عبادتِ شاقہ کی اُمم سابقہ پر تمہاری ہی تسکین و تشفی واسطے تھی کہ عنایت الٰہی جو تمہارے حال پر روز ازل سے مبذول ہے مقتضی اس امر کی نہ ہوئی کہ ایسی تکلیف شاق اپنے محبوب کی اُمّت سراپا مرحمت پر یکبار گی مقرر کریں بلکہ واسطے فرضیت اس عبادت کے باقتضائے حکمت کاملہ ہزاروں خوبیاں اور بڑائیاں اس امت کو اس کے عوض حاصل ہوئی یہ طریقہ قرار پایا کہ زمانہ آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک ہر مذہب و ملت میں یہ عبادت فرض کی تاکہ یہ امت مرحومہ اوروں کا حال سن کر بے تکلف اختیار کریں اور گرد ملال و کلفت اُن کے دامن ہمت پر نہ بیٹھے قاعدہ ہے۔

البلاء اذا عم خف

اور مثل مشہور ہے مرگ انبوہ جشنے دارد چناچہ یہ مضمون آیۃ کریمہ سے واقفان علم بدیع پر بخوبی ظاہر۔

لعلکم تتقون:

تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو کہ اس بات سے مشق ریاضت اور نفس کشی کی حاصل ہوتی اور قوت و شہوت و غضب کہ اصل تمام گناہوں کی ہیں ضعیف ہو جاتی ہیں اس لیے کہ مدار شہوت و غضب کا قوت و مزاج اور متانت روح حیوانی پر ہے اور روح اغذیہ واشربہ سے متولد ہے پس تقلیل بعام و شراب سے روح نرم اور رقیق ہو جاتی ہے اور بالاضطرار شہوت وغضب میں کمی آجاتی ہے۔

حدیث مشہور میں وارد جو جوان شہوت کو نہ روک سکے نہ نکاح کی استطاعت رکھے اُسے چاہیے کہ روزہ اختیار کرے کہ وہ اس کے لیے حکم خصی ہونے کا رکھتا ہے صوفیاء کرام فرماتے ہیں طالب خدا کو تین باتیں لازم نومہ غلبہ وکلام ضرورۃ واکلہ فاقتہ بعضے دو دو تین تین دن اور بعض ایک ہفتہ کے بعد کھاتے ہیں اور جب اشتیاق کا غلبہ ہوتا ہے چالیس دن نہیں کھاتے اس وقت پروردگار تقدّس و تعالیٰ ان کے باطن میں کلام فرماتا ہے جو انبیاء کے حق میں باظہار واقع ہے اولیاء کے لیے با اسرار جائز ہے صاحب شریعت ابدیہ حضرت محمد مصطفی ﷺ فرماتے

ہیں اپنے پیٹ بھوکے اور جگر پیاسے اور بدن ننگے رکھو کہ پروردگار تعالیٰ کو ظاہر وعیاں دیکھو جس نے دیکھا مطلب کو پہنچا اور جو کامیاب ہوا مقام فنا و بقا سے برتر ہوا عبارت اس سے جہالت اور اشارت ضلالت ہے۔

قل جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

سید عالم ﷺ فرماتے ہیں شیطان خون کی مانند آدمی کے بدن میں رواں ہے راستہ اس پر تنگ کرو بھوک اور پیاس سے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ہمیشہ جنّت کا دروازہ کوٹا کر، عرض کیا کاہے سے، فرمایا بھوک سے۔اے عزیز تیرے کھانے سے خزانہ رزق مطلق کا کم نہ ہو جاوے گا لیکن پیٹ بھر کھانہ تجھے رب سے محجوب اور نفس کا پابند کر دے گا بھوکے رہنے سے صفائی قلب و رقت دل و لذت طاعت اور انکسار اور جوع دوزخ کی یاد اور کسر شہوت فرج اور قلت نوم حاصل ہوتی ہے اور اطاعت پر مواظبت ہاتھ آتی ہے اور تحصیل رزق اور کھانے پکانے کی دقّتوں سے فراغت اور خفت مونت و مشقت اور قلیل پر کفایت اور صدقہ دینے کی ہمت میسر ہوتی اور ہزاروں بیماریوں سے نجات رہتی ہے اور زیادہ کھانے سے سختی دل اور غفلت اور غلبہ شہوت اور سستی و کاہلی اور نیند اور تحصیل و ترتیب بعام کی مشقت اور اس کے مصائب میں ابتلا اور ذلت و خست پیدا ہوتی ہے ہر چند یہ عبادت کہ باعث کسر شہوت اور موجب روشنی قریحت ہے انسان کے حق میں ہر عبادت سے زیادہ مفید ہے اس واسطے کہ کسر نفس و شہوت سے مقصود اصلی تک پہونچ جاتا ہے اور کدورات سبعی و ظلمات بہیمی صفائی کلی حاصل ہو کر مقام کشف و وصول پر فائز ہوتا ہے اور حق تقویٰ کا کہ بہترین خصائل ہے اس کو حاصل ہوتا ہے مگر اکثر خلق پر کہ ہمت ان کی اس طلب سے قاصر ہے یہ عبادت مشقت کمال شاق گزرتی ہے اس واسطے اُن کی تشفی و تسلّی کے لیے ارشاد ہوتا ہے۔

ایاما معدودات

گنتی کے دن ہے کہ نہ بہت کم ہے جو کسر شہوت و غضب میں تاثیر معتد بہ نہ کریں اور نہ بہت زیادہ کہ اعتدال مزاج و قوت و طاعت میں خلل ڈالیں پس گھبرانا نہ چاہیے اور کمر ہمت مضبوط باندھئے کہ بہت جلد تمام ہو جائیں گے گے اور یہ کلمہ کمال عنایت پروردگار پر دلالت کرتا ہے کہ اس ارحم الراحمین کو انتہا سے زیادہ دل جوئی امت کی منظور ہے جس طرح پدر شفیق اپنے فرزند عزیز کو مکتب میں بٹھاتا ہے اور تسکین و تسلّی دیتا ہے کہ اب تھوڑی دیر میں چھٹی مل جائے گی۔وہی قاعدہ و شفقت کا یہاں بھی مرعی ہے لیکن اس شفقت و عنایت کے ضمن میں تازیانہ خوف کا مارا گیا ہے کہ جب بادشاہ اپنے تابعین و رعایا کو کسی امر کا حکم دیتا ہے اور اس میں ہر طرح کی نرمی و آسانی کا لحاظ کر لیتا ہے تو کسی شخص کو گنجائش عذر باقی نہیں رہتی اور جو کوئی اس حکم میں سستی کرتا ہے مورد عتاب ہوتا ہے سو اسی طرح بادشاہ علی الاطلاق نے اپنے بندوں کی ضعف و ناتوانی پر نظر فرما کے مدت اس اس عبادت کی کمال توسط کے ساتھ اختیار کی اگر مانند نماز کے یہ عبادت تمام سال رہتی بندے تاب نہ لاتے باوجود اس عنایت کے اگر کوئی شامت نفس سے اس عبادت میں قصور کرے کمال عتاب و عذاب کا مستحق ہو جاوے کہ راہِ عذر کی اوّل ہی مسدود کر دی گئی اور کوئی دقیقہ نرمی و آسانی کا فرو گذاشت نہ ہوا مگر ایک امر باقی ہے کہ واسطے اس عبادت کے ایک مہینہ مقرر ہوا اور ضرور ہے کہ بعض مکلف ان دنوں بیمار ہو اور بعض سفر میں ان پر تعمیل اس حکم کی کمال دشوار ہے سو واسطے دفع اس عذر کے ارشاد ہوتا ہے:

جو شخص تم میں بیمار یا مسافر ہو وہ اور دنوں میں روزہ رکھ لے۔یہ آیت پروردگار کی کمال رحمت پر دلالت کرتی ہے کہ جب جناب غفور رحیم جل جلالہ کو منظور نہ ہوا کہ بندگانِ گنہگار دو تکلیفوں میں گرفتار ہوں اور

محنت سفر و مرض کے ساتھ مشقت روزہ کی جمع کریں تو اس کے رحم و کرم سے امید واثق ہے کہ روزہ داروں کو تکلیف دوزخ سے بھی محفوظ رکھے گا اور حرارت روزہ کے ساتھ گرمی جہنّم کی جمع نہ کرے گا اور جو شخص کہ بسبب ضعف و ناطاقتی کے ان دنوں میں روزہ نہیں رکھ سکتا اور اس سبب سے بڑھاپے سے روز بہ روز طاقت کم ہوتی ہے اور دنوں میں بھی ادا نہیں کر سکتا اگر طاقت رکھتا ہے بعوض ہر روزہ کے دو وقت ایک مسکین کو کھانا کھلا دے خواہ دو آثار گندم (بوزن دہلی) ہر روزہ کے بدلے خیرات کرے۔

اس لیئے اگرچہ خود ترک آب و غذا خدا کے واسطے نہیں کر سکتا مگر ایک مسلمان کو بھوک سے نجات دیتا ہے اور جو کچھ عبادت اس مسلمان سے بسبب کھانے اس غذا کے ہوگی اس میں دخل پیدا کرتا ہے اور اس وجہ سے مقدار خوراک ایک آدمی کی جبکہ اس نے صرف کی تو اس غذا سے دست تصرّف اپنا روکا اور نفس کو اس سے بعض رکھا تو گویا ایک مشابہت معنوی روزہ دار سے پیدا کی اور اگر اپنی رغبت و طبیعت سے ایک خوراک زیادہ دے تو اور بہتر ہے۔

فمن تطوع خیرا فھو خیرلھو

اور صدقہ دینے سے روزے رکھنا افضل و بہتر ہے یعنی معذور اگر روزہ رکھ لے تو اس صدقہ سے اس کے حق میں اولیٰ ہے۔

و ان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون

روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو اور اس کی بزرگی و فضیلت پر نظر کرو روزہ دل کی صفا اور جان کی ولا ہے پس کیا غم ہے اگر تن خاکی کے حق میں بلا ہے۔ بیہقی روایت کرتے ہیں پیغمبر خدا ﷺ فرماتے ہیں روزہ اور قرآن بندوں کی شفاعت کرینگے روزہ کہے گا الٰہی میں نے اسے کھانے پینے اور شہوتوں سے دن میں روکا مجھے اس کا شفیع کر اور قرآن کہے گا میں نے اسے رات کو سونے سے باز رکھا مجھے اس کا شفیع کر پس حق جل مجدہ اُن کی شفاعت قبول فرما دیگا جامع ترمذی میں ہے فرماتے ہیں جو ایک دن خدا کی راہ میں روزہ رکھتا ہے خدائے تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے بیچ میں ایک ایسا خندق کر دیتا ہے جس قدر دور وہ زاغ جائے کہ بچپن سے اُڑا اور اُڑتے اُڑتے بڑھا ہو گیا اور مر کر گر پڑا اور روایت صحیحین میں ہے ستر برس کی راہ دوزخ سے دور کر دے اور فرماتے ہیں:

للصانم فرحتان فرو حةعندفطره عنده لقاءربه۔

اس واسطے کہ جب تخلق باخلاق اللہ یعنی یطعم ولا یطعم سے مرتبہ انسانیت ترک کر کے بحکم الٰہی ربک المنتھی طلب عالم تقدّس میں صبح سے شام تک بادیہ پیما رہتا ہے شام کو مرکب اس کا بحکم صفت بشریہ چلنے سے عاری ہو کر محتاج آب و دانہ کا ہوتا ہے اس وقت جب کھلانے پلانے سے اس کی خبر لیتا ہے اور قوت راہ مقصود کی اس میں پاتا ہے ایک عجیب فرحت خوشی حاصل ہوتی ہے اور جب فرحت افطار کہ وسائل سلوک سے درجہ ہے بیان فرحت لقا کا اصلی ہے کون کر سکتا ہے جس نے دیکھا وہی لطف مزا اس کا جانتا ہے اسی لیے کہتے ہے ہر عبادت کہ ثواب معین و مقدر ہے مگر بدلہ روزے کا عبادت و اشارت سے ورا ہے۔ صحاح میں مروی ہے آدمی کا ہر عمل مضاعف ہوتا ہے یعنی ایک نیکی کو دس لکھتے ہے اور اس کا ثواب لکھتے ہیں یہاں تک بعض نیکیاں سات سو تک مضاعف ہوتی ہے مگر روزہ اس حکم سے مستثنی ہے۔ حق جل جلالہ فرماتا ہے-

الصوم لی ونا اجزی بہ

وہ خاص میرے واسطے ہے کہ بخلاف اور عبادات کے ریا کو اس میں دخل نہیں اور میں خود اس کی جزا دیتا ہوں۔ بیہقی کہتے ہیں کسی نے سفیان بن عیینہ سے معنی اس حدیث کے پوچھے فرمایا حدیث صحیح و محکم تر ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ جب قیامت کو آدمی سے خصم اس کے نزع کرینگے تمام اعمال نیک اپنے حقوق کے بدلے لے جاینگے جب نوبت روزے کی آئے گی حق تعالیٰ فرمائے گا اسے چھوڑ دو یہ خاص میرے واسطے ہے اور جو مطالبہ ذمہ بندہ کے باقی ہوگا اپنے رحم و کرم سے خود کفایت فرمائے گا اہل حقوق کو راضی کر کے بندہ کو ان کے مطالبہ سے پاک کر دے گا اس وقت روزہ بندے کے ساتھ ہوگا اور بہشت میں لے جائے گا اور بیہقی کہتے ہیں مراد کثرت ثواب ہے جس کا ثواب خدا کی طرف مضاف ہوا اور ثواب دینے والا پروردگار ہے قدر اس کی کسے معلوم ہو اور کون اندازہ کر سکتا ہے۔ روزہ صبر ہے اسی لیے رمضان کو شہر الصبر فرمایا اور صبر کا ثواب بے انتہا ہے۔

وانمایوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب

اور بعض کہتے ہیں اضافت ثواب اور روزے کی اپنی طرف واسطے تشریف و تکریم کے ہے مثل بیتی اور ارض اللہ ناقۃ اللہ اور امثال ذلک کے یہ مطلب ریا کو کہ شرک اصغر ہے اس میں دخل نہیں اور سوا پروردگار جل جلالہ کے کسی کے واسطے واقع نہ ہوئی کہ سجدہ و طواف و قربانی وغیرہا عبادات کفار اپنے بتوں کے واسطے بھی کرتے ہیں یا یہ مراد ہے کہ حقیقت روزہ میں کہ ترک اکل و شرب و جماع ہے نفس کو مطلقاً حظ نہیں بلکہ حقیقت اس کی حبس نفس ہے۔ بعض محققین فرماتے ہیں استغنا بعام و شراب سے ربوبیت ہے یعنی تمام اعمال بندوں کے مناسب اُن کے حال کے ہے بخلاف روزہ کے ہماری صفات سے مناسبت رکھتا ہے اور بعض روایات میں بصیغۂ مجھول وارد یعنی روزہ خاص میرے واسطے ہے مثل اور عبادات کے غرض اس سے ثواب بہشت و حور و قصور و نعیم جنّت نہیں بلکہ انا اجزی بہ میں خود روزہ کا بدلہ ہوں اور ثواب اس کا لقاء دیدار میرا ہے۔ اے عزیز دیکھ کیا مقام ہے اگر بندہ کو کہیں تو سگ درگاہ ہے شادی سے تمام عالم میں نہ سمائے اور فخر سے زمین و آسمان پر ناز کرے چہ جائیکہ فرماتے ہیں فعل تیرا میرا ہے اور بدلہ اس کا میری رویت و لقا ہے یہ وہی مقام ہے جو مقبولان حضرات و مقتولان تیغ محبت کے حق میں وارد ہے:

من قتله محبتی فدية رويتی

دیت وارثان مقتول کو پہنچتی ہے اور یہ دیت خود اس کو ملتی ہے کہ وارث اپنے نفس مقتول کا وہی ہے شیخین روایت کرتے ہیں حضور سرور عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں بوئے دہن روزہ دار کی پروردگار کو مشک سے زیادہ پسند ہے اور روزہ آتش دوزخ سے سپر ہے۔ صحاح میں ہے بہشت کے آٹھ دروازے ہیں اُن میں ایک ریان ہے کہ سوا روزہ داروں کے کوئی اس میں نہ جاسکے گا اور جو اس دروازے میں داخل ہوگا کبھی پیاس اس کو نہ لگے گی۔ صحیح ابن خزیمہ میں وارد اُسے ایک شربت پلائیں گے کہ کبھی اسے تشنگی نہ ستائیگی صحاح ستہ میں مروی ہے جو شخص رمضان بھر بحکم ایمان و طلب ثواب روزے رکھے سب اگلے گناہ اس کے بخشے اور بعض سنن میں ہے سب گناہ اس کے معاف ہو۔ نسائی وغیرہ راوی کہ روزہ دار کا چپ بیٹھنا بھی اوروں کی تسبیح کے حکم میں ہے فرمایا کہ روزہ دار کو پانچ بزرگیاں حاصل ہے افطار کے وقت ایک دعا خواہ مخواہ اس کی قبول ہوتی ہے۔ بیٹھنا اس کا اوروں کی تسبیح کے برابر ہے کہ اس کی سب ہڈیاں تسبیح کرتی ہیں اور تمام عمل خیر کی ثواب و جزا معین ہے بخلاف روزہ کے ثواب اس کا بے انتہا ہے اور گناہ اس کے معاف نسائی و بیہقی و حاکم سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں میں

نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسا عمل بتائیے کہ فائدہ اس کا بہت بڑا ہو فرمایا روزہ اختیار کر کہ اس کے مانند کوئی عمل نہیں۔

(جواہر البیان فی اسرار الارکان، صفحہ ٨٦)

☆☆☆☆☆☆

مزارات طیبہ کا بوسہ لینا

از-اعلی حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ

مزارات اولیائے کرام علیہم رحمۃ المنعام کے چومنے کو کفر یا شرک کہنا کیسا ہے؟

الجواب:- فی الواقع بوسہ قبر میں علماء مختلف ہیں، اور تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک امر ہے کہ دو چیزوں داعی ومانع کے درمیان دائر، داعی محبت ہے اور مانع ادب، تو جسے غلبہ محبت ہو اس پر مواخذہ نہیں کہ اکابر صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ثابت ہے۔ اور عوام کے لیے منع ہی احوط ہے، ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ مزارِ اکابر سے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو، پھر تقبیل کی کیا سبیل! عالمِ مدینہ علامہ سید نورالدین سمہودی قدس سرہ خلاصۃ الوفاء شریف میں جدارِ مزار انور کے لمس وتقبیل وطواف سے ممانعت کے اقوال نقل کرکے فرماتے ہیں:

فی کتاب العلل والمسؤلات لعبد اللہ بن احمد بن حنبل سألت ابی عن الرجل یمس منبر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی الہ وسلم تبرک بمسہ وتقبیلہ ویفعل بالقبر مثل ذٰلک جاۓ ثواب اللہ تعالٰی فقال لاباس بہ

یعنی امام احمد بن حنبل کے صاحبزادہ امام عبد للہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے باپ سے پوچھا کوئی شخص نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے منبر کو چھوئے اور بوسہ دے۔ اور ثواب الٰہی کی امید پر ایسا ہی قبر شریف کے ساتھ کرے، فرمایا، اس میں کچھ حرج نہیں۔

امام اجل تقی الملۃ والدین علی بن عبد الکافی سبکی قدس سرہ الملکی شفاءُ السقام، پھر سید نورالدین خلاصۃ الوفاء میں بروایۃ یحیی بن الحسن عن عمر بن خالد عن ابی بناتۃ عن کثیر بن یزید عن المطلب بن عبد اللہ بن حنطب ذکر فرماتے ہیں کہ مروان نے ایک صاحب کو دیکھا کہ مزار اعطر سید اطہر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے لپٹے ہوئے ہیں اور قبر شریف پر اپنا مُنہ رکھے ہیں، مروان نے ان کی گردن پکڑ کر کہا جانتے ہو یہ تم کیا کر رہے ہو، انھوں نے اس کی طرف منہ کیا اور فرمایا:

نَعم اِنِّی لَمْ اٰتِ الْحَجَرَ انما جَئْتُ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سَمِعْتُ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول لَاتَبْکُوْا عَلَی الدِّیْنِ اِذا وَلِیَہ اَھْلُہ وَلٰکِنْ اَبْکُوْا عَلَی الدِّیْنِ اِذَا وَلِیْہ غَیْرُ اَھْلَہ

ہاں میں کسی پتھر کے پاس نہ آیا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوا ہوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سنا، دین پر نہ روجب اس کا والی اس کا اہل ہو، ہاں دین پر روجب نا اہل اس کا والی ہو۔

سید قدس سرہ فرماتے ہیں:

رواہ احمد بسند حسن

امام احمد نے یہ حدیث بسند حسن روایت فرمائی۔ نیز فرماتے ہیں:

روی ابن عساکر جید عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ ان بلا لارای النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وھو یقول لہ ماھذہ الجفوۃ یابلال اما اٰن لک ان تزورنی فانتبہ حزینا خائفا فرکب راحلتہ وقصد المدینۃ فاتی قبر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فجعل یبکی عندہ ویمرغ وجہہ علیہ

یعنی ابن عساکر نے بسند صحیح ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کو چلے گئے تھے ایک رات خواب دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے ہیں: اے بلال! یہ کیا جفا ہے کیا وہ وقت نہ آیا کہ ہماری زیارت کو حاضر ہو؟ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ غمگیں اور ڈرتے ہوئے جاگے اور بقصد زیارت اقدس سوار ہوئے، مزارِ پر انوار پر حاضر ہو کر رونا شروع کیا اور منہ قبر شریف پر ملتے تھے۔

امام حافظ عبد الغنی وغیرہ اکابر فرماتے ہیں:

لیس الاعتماد فی السفر للزیارۃ علی مجرد منامہ بل علی فعلہ ذلک والصحابۃ متوفرون ولاتخفی عنھم ھذہ القصۃ

یعنی زیارت اقدس کے لیے شد الرحال کرنے میں ہم فقط خواب پر اعتماد نہیں کرتے بلکہ اس پر کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کیا اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بکثرت موجود تھے اور انھیں معلوم ہوا اور کسی نے اس پر انکار نہیں فرمایا۔

عالمِ مدینہ (سید نورالدین سمہودی علیہ الرحمۃ) فرماتے ہیں:

ذکر الخطیب بن حملۃ ان بلالا رضی اللہ تعالی عنہ وضع خدیہ علی القبر الشریف وان ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا ن یضع یدہ الیمنی علیہ ثم قال ولا شک ان الاستغراق فی المحبۃ یحمل علی الاذن فی ذلک والقصد بہ التعظیم والناس تختلف مراتبھم کما فی الحیوۃ فمنھم من لا یملک نفسہ بل یباد رالیہ ومنھم من فیہ اناۃ فیتا خر اھ ونقل عن ابن ابی الصیف والمحب الطبری جواز تقبیل قبور الصالحین وعن اسمٰعیل التیمی قال کان ا بن المنکدریصیبہ الصمات فکان یقوم فیضع خدہ علی قبرالنبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فعوتب فی ذلک فقال انہ یستشفی بقبر النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

یعنی خطیب بن حملہ نے ذکر کیا کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر انور پر اپنے دونوں رخسارے رکھے اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنا دہنا ہاتھ اس پر رکھتے، پھر کہا شک نہیں کہ محبت میں استغراق اس میں اذن پر باعث ہوتا ہے اور اس سے مقصود تعظیم ہے، اور لوگوں کے مرتبے مختلف ہیں، جیسے زندگی میں، تو کوئی بے اختیارانہ اس کی طرف سبقت کرتا ہے اور کسی میں تحمل ہے وہ پیچھے رہتا ہے، اور ابن ابی الصیف اور امام محب طبری سے نقل کیا کہ مزارات اولیاء کو بوسہ دینا جائز ہے۔ اور اسمٰعیل تیمی سے نقل کیا کہ المنکدر تابعی کو ایک مرض لاحق ہوتا کہ کلام دشوار ہو جاتا وہ کھڑے ہوتے اور اپنا رخسار قبر انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رکھتے، کسی نے اس پر اعتراض کیا، فرمایا میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار اقدس سے شفا حاصل کرتا ہوں۔

علامہ شیخ عبد القادر فاکہی مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ کتاب مستطاب حسن التوسل فی زیارۃ افضل الرسل میں فرماتے ہیں:

تمریغ الوجہ والخد واللحیۃ بتراب الحفرۃ الشریفۃ واعتابھا فی زمن الخلوۃ المامون فیھا توھم عامی محذور اشرعیا بسببہ، امر محبوب، حسن لطلابھا، وامرہ لاباس بہ فیھا یظھر لکن لمن کان لہ فی ذلک قصد صالح وحملہ علیہ فرط الشوق والحب الطافح

یعنی خلوت میں جہاں اس کا اندیشہ نہ ہو کہ کسی جاہل کا وہم اس کے سبب کسی ناجائز شرعی کی طرف جائے گا، ایسے وقت بارگاہ اقدس کی مٹی اور آستانہ پر اپنا منہ اور رخسارہ اور داڑھی رگڑنا مستحب اور مستحسن ہے جس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا، مگر اس کے لیے جس کی نیت اچھی ہو اور افراط شوق اور غلبہ محبت اسے اس پر باعث ہو۔

پھر فرماتے ہیں:

علا انی اتحفک بامریلوح لک منہ المعنی بان الشیخ الامام السبکی وضع حروجہ علی بساط دارالحدیث التی مسھا قدم النووی لینا ل برکۃ قدمہ وینوہ بمزید عظمتہ کما اشار الٰی ذلک بقول وفی دارالحدیث لطیف معنی الی بسط لہ اصبو واوی لعلی ان قال بحروجھی مکانا مسہ قدم النووی وبان شیخنا تاج العارفین امام السنۃ خاتمۃ المجتہدین کان یمرغ وجہہ ولحیتہ علی عتبۃ البیت الحرام بحجر اسمٰعیل

یعنی علاوہ بریں میں تجھے یہاں ایک ایسا تحفہ دیتاہوں جس سے معنی تجھ پر ظاہر ہو جائیں وہ یہ کہ امام اجل تقی الملۃ والدین سبکی دار الحدیث کے اس بچھونے پر جس پر امام نووی قدس اللہ سرہ العزیز قدم مبارک رکھتے تھے ان کے قدم کی برکت لیتے اوران کی زیارت تعظیم کے شہرہ دینے کو اپنا چہرہ اس پر ملا کرتے تھے جیسا کہ خود فرماتے ہیں کہ دار الحدیث میں ایک لطیف معنی ہیں جن کے ظاہر کرنے کا مجھے عشق ہے کہ شاید میرا چہرہ پہنچ جائے اس جگہ پر جس کو قدم نووی نے چھوا تھا۔ اور ہمارے شیخ تاج العارفین امام سنت خاتمہ المجتہدین آستانہ بیت الحرام حطیم شریف پر جہاں سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کا مزار کریم ہے اپنا چہرہ اور داڑھی ملاکر تے تھے۔

بالجملہ یہ کوئی امر ایسا نہیں جس پر انکار واجب کہ اکابر صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم اوراجملہ ائمہ رحمہم اللہ تعالٰی سے ثابت ہے تو اس پر شورش کی کوئی وجہ نہیں، اگرچہ ہمارے نزدیک عوام کو اس سے بچنے ہی میں احتیاط ہے۔

امام علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

المسئلۃ متی امکن تخریجھا علی قول من الاقوال فی مذھبنا او مذھب غیرنا ، فلیست بمنکر یجب انکارہ والنھی عنہ وانما المنکر ماوقع الاجماع علٰی حرمتہ والنھی عنہ

جب کسی مسئلہ کا ہمارے مذہب یادیگر ائمہ کے مذہب پر جواز نکل سکتا ہو تو وہ ایسا گناہ نہیں کہ اس پر انکار اور اس سے منع کرنا واجب ہو۔ ہاں گناہ وہ ہے کہ وہ اس کے حرام ہونے اور اس کے منع ہونے پر اجماع ہو۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(فتاوٰی رضویہ شریف، جلد ۹، صفحہ ۵۲۸)

☆☆☆☆☆☆

مشنری اسکول اور عیسائیوں کے عزائم

از: شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی رضی المولیٰ عنہ۔

اے عقل مند مسلمانوں (اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے اور ایسے کاموں کی طرف تمہاری رہنمائی فرمائے جن میں اس کی رضا و خوشنودی ہو) تم مغربی حکومتوں کی ان کوششوں پر غور کرو جو وہ اسلامی ملکوں میں اسکول کھولنے کے لیے کر رہے ہیں، ان پر سالہا سال سے کثیر سرمایہ صرف کر رہے ہیں اور ان کے امور و معاملات میں پوری توجہ دے رہے ہیں۔ اے میرے بھائی! کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ یہ اسلام دشمن ممالک یہ سب کچھ اس لیے کر رہے ہیں کہ انھیں تمھارے مسلمان بچے سے شفقت و محبت ہے اور اس کی کامیابی کے خواہاں ہیں۔ اگرچہ ان کا نہ ان کے مذہب سے کوئی تعلق ہے، نہ ان کی حکومت سے۔ بخدا ایسا ہر گز نہیں، بلکہ ایسا کرنے میں ان کے اہم مقاصد اور بے شمار فائدے ہیں جو ان کے اخراجات اور ان کی کوششوں کے مقابل کئی گنا زیادہ ہیں۔ یہ سب تمہارے، تمہارے بیٹے، تمہارے دین و مذہب اور تمہارے ہم مذہبوں کے خلاف عظیم ترین آفتیں اور سب سے بڑی مصیبتیں ہیں جن سے ہر عقل مند واقف ہیں۔

ان (عیسائیوں) کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اپنے اسکولوں میں تعلیم حاصل کرنے والے بچوں کے دلوں سے حقیقی دین اسلام کی روح نکال دیتے ہیں۔ اگرچہ وہ ظاہری اعتبار سے مسلمان ہوں، ان کے گوشت پوست اور خون میں ان عیسائیوں کی محبت رچ بس جاتی ہے، اسی محبت میں وہ پروان چڑھتے ہیں، اسی کے مطابق زندگی گزارتے ہیں اور یہ سب نتیجہ ہے ان کی زبان، عادات و اخلاق، کتابوں ان کی مشہور شخصیات کے حالات اور سوانح پڑھنے کا۔ ان چیزوں کو اساتذہ بڑے اچھے انداز میں ان کے سامنے بیان کرتے ہیں، اور اسی کے ضمن میں ان کے سامنے اسلامی عقائد، مسلمانوں کی نمایاں شخصیتوں اور ائمہ دین کی برائیاں بیان کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ کبھی کبھار وہ سرور پیغمبراں حبیب رب عالم و عالمیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تک تجاوز کر جاتے ہیں۔ یہ باتیں کئی سالوں تک مسلم بچوں کے کان سے بار بار ٹکراتی ہے جس کے نتیجے میں وہ اسکول سے اس طرح نکلتا ہے کہ وہ دین اسلام اور اس کی حمیت سے بالکل ہی عاری ہو چکا ہوتا ہے۔ جس اسکول میں اس نے تعلیم حاصل کی ہے اسے مدد فراہم کرنے والی حکومت اس کے نزدیک اس اپنی (اسلام) حکومت سے زیادہ محبوب ہو جاتی ہے، اس کی قومیت اپنی قومیت سے زیادہ پیاری ہو جاتی ہے، وہ اسی قومیت میں اور اس کی شخصیات میں فضل و کمال کا اعتقاد رکھتا ہے، جب کہ ادھر دین اسلام اپنے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، آپ کی ہدایت یافتہ اور دوسروں کی رہبری و رہنمائی کرنے والے اصحاب کے فضائل و مناقب، دین مبین کے ائمہ کے فضائل، خلفائے راشدین اور ان کے بعد کے سلاطین اور منصف امرا کے حالات زندگی کے بارے میں کچھ بھی علم حاصل نہیں کیا۔ بلکہ ان کے سامنے ان کے بارے میں ان شیطان صفت اساتذہ نے ان کے اوصاف حمیدہ اور مناقب جمیلہ کے بر خلاف (جھوٹی) روایات بیان کیں، اس لیے اس کے دل میں ان کے بارے میں فضل و کمال کا وہ اعتماد نہیں پیدا ہوا جو اپنے دین و ملک کے دشمنوں کے بارے میں پیدا ہوا۔ یہ طلبہ ظاہری اعتبار سے مسلمانوں کے مابین پلتے بڑھتے ہیں اور زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن در حقیقت وہ دین اور حکومت کے دشمن ہوتے ہیں، کیوں کہ ان کے دلوں میں بے

دینی اور کھلی گمراہی پوری طرح رچ بس گئی ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ جب ان میں سے کسی کو اپنے ہی جیسے گمراہ بدبخت شخص کے ساتھ تنہائی مل جاتی ہے تو وہ اس کے ساتھ اسلام، اسلامی حکومت اور مسلمانوں ان کے عادات واطوار پر اعتراضات کے بارے میں محو گفتگو ہو جاتا ہے۔ اور اس اسکول کو چلانے کے والی حکومت کی تعریف میں رطب اللسان ہو جاتا ہے، جس میں اس نے گمراہی کی تعلیم مکمل کی اور دین اور فضل و کمال سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ ہر سال ان اسکولوں سے ان بے دینوں کی ایک بڑی تعداد نکلتی ہے، اس طرح چند سالوں میں ان کا ایک جم غفیر جمع ہو جاتا ہے جن میں اکثریا کل کا یہی حال ہوتا ہے۔ انھوں نے حق کو پس پشت ڈال دیا اور فراموش کر دیا، اور حق سے محرومی کے بعد گمراہی کے سوا ہے ہی کیا۔ ان اسکولوں کو کھولنے کے پیچھے یورپ والوں کے جو مقاصد ہم نے ذکر کیے، ان کی تائید اس سے ہوتی ہے جو فاضل گرامی محمد آفندی طلعت مصری نے اپنی کتاب تربية المرأة کے آخر میں اس رسالہ سے نقل کیا ہے جس کا نام صاحب رسالہ نے مجالة العالمين رکھا ہے۔ یہ شخص ایک مشہور یورپین قلم کار ہے اس میں اس نے ان کوششوں اور رقوم کا ذکر کیا ہے جو اس قوم مشرق میں عیسائیوں کے تغلب اور ان کے دلوں میں اس کی حکومت کی محبت کا بیج بونے میں صرف کرتی ہے تاکہ وہ حکومت کے آلہ کار اور اس کے معین و مددگار بن جائیں۔ اس کے بعد اس نے کہا۔ ان سب کے باوجود ان کوششوں کا مقصد پورے طور پر حاصل نہ ہوا؛ کیوں کہ عیسائی الگ الگ جماعتوں میں بٹے ہوئے ہیں، اس لیے ان منتشر گروہوں کو یکجا کرنا ضروری ہے تاکہ وہ ایک دوسرے کی مخالفت نہ کریں۔ اور جب وہ ایک گروہ کی شکل اختیار کر لیں گے تو وہ مسلمانوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور ان پر اپنی بالادستی قائم کر سکتے ہیں۔ عیسائیوں کے اسکولوں کے بارے میں، جنھیں انھوں نے اپنے ناپاک مقاصد و اہداف کے حصول کا ذریعہ بنایا ہے، گفتگو کرتے ہوئے اس نے عداوت اور بغض و عناد کو اللہ تعالی کے دین کے تعلق سے اس قوم کے سینے میں پوشیدہ ہے یہ کہتے ہوئے ظاہر کیا کہ عیسائی اقوام کے لیے ضروری ہے کہ ہر طریقے سے اسلام کی مخالفت کریں، اور ہر قسم کے ہتھیار سے اہل اسلام سے جنگ کریں۔ اس کے بعد اس نے اپنی یہ رائے ظاہر کی کہ طاقت و قوت سے اسلام کا مقابلہ کرنا اسلام کو مزید پھیلنے کا موقع فراہم کرے گا۔ اس لیے اس کے کہنے کے مطابق اسلام کے ستون کو ڈھانے اور اس کی عمارت کو منہدم کرنے کا سب سے کارگر ذریعہ یہ ہے کہ مسلمان بچوں کو عیسائی اسکولوں میں تربیت دی جائے اور ان کی نشو و نما کے دور سے ہی ان کے دلوں میں شک و شبہ کے بیج ڈالیں جائیں تاکہ ان کے عقائد اس طور پر بگڑ جائیں ان کو پتا بھی نہ چلے۔ یوں اگر ان میں کوئی عیسائی نہ بھی ہوا تو بھی اتنا تو ہوگا کہ وہ بچے نہ مسلمان رہیں گے نہ عیسائی بلکہ دونوں کے درمیان تذبذب اور کشش و پنج کا شکار بنے رہیں گے۔

اس نے کہا: بلاشبہ ایسے لوگ اسلام اور اسلامی ملکوں کے لیے ان لوگوں کی نسبت زیادہ ضرر رساں ثابت ہوں گے جو عیسائیت کو قبول کرنے کا اعلان کریں۔

جب اس نے مسلمان بچیوں کی تربیت کا ذکر چھیڑا تو اپنے دل کی ساری بات بیان کر دی۔ اس نے کہا: عیسائی اسکولوں میں مسلم بچیوں کی تربیت ہماری حقیقی مقصد کے حصول اور جس غایت کے لیے ہم کوشش کر رہے ہیں اس تک ہماری رسائی کے لیے اس سے بڑی محرک و داعی ہے۔ بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ مسلمانوں ہی کے ہاتھوں اسلام کے خاتمے کے لیے ان کی بچیوں کا اس انداز سے تربیت دے دینا ہی کافی ہے۔

اس کے بعد اس نے نتیجے کا ذکر کیا جو ان کے اسکولوں میں داخلہ لینے پر مرتب ہوگا۔ جیسے مسلم عورت کے اخلاق و کردار میں اس حد تک تبدیلی کہ وہ اپنے شوہر پر غالب آجائے۔ پھر اس نے کہا: جب عورت اس طرح غالب آجائے گی تو پورے خاندان کا نظام یکسر بدل جائے گا اور مرد اس کی مٹھی میں آجائے گا، پھر نہ صرف اپنے شوہر کے عقیدہ میں اثرانداز ہوگی بلکہ اسے اسلام سے ہی دور کر دے گی اور اولاد کی ان کے والدین کے دین کے تقاضوں کے بر خلاف تربیت کرے گی۔ جس دن ماں اپنی اولاد کی ایسی تربیت کرے گی وہ اسلام پر غالب آ جائے گی۔ لہذہ کوئی شور وغل اور ہنگامہ کیے بغیر اسلام اور اس کے ماننے والے سے جنگ کے لیے یہ سب زیادہ کامیاب طریقہ اور موثر ذریعہ ہے۔ اور یقینا یہ طریقہ مقاصد کے حصول اور منزل مقصود تک رسائی کا سب سے بڑا محرک ہے، اس لیے ہمیں اسی کو اپنانا چاہیے۔

رہی بات مسلمانوں سے کھلم کھلا بحث و مباحثے کی کوشش کی تو یہ ان کے نفوس کے اندر مخفی اور ان کی پہلوؤں کے درمیان خوابیدہ تعصب کے عوامل و محرکات کو بیدار کر دے گی یوں ان کو قابو میں نہ لایا جاسکے گا۔ اور یہ کوئی دانش مندی کی بات نہیں۔

اس کے بعد محمد آفندی طلعت نے کہا:

یہ وہ باتیں ہیں جن پر کوئی تبصرہ کیے بغیر ایک درد مند انسان نے صرف ان کے ذکر پر اکتفا کیا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ یہ باتیں والدین کے لیے عبرت اور اولاد کے لیے نصیحت کا سامان ثابت ہوگی۔

(ارشاد الحیاری فی تحذیر المسلمین من مدارس النصاری، صفحہ ۳۵)

☆☆☆☆☆☆

وصایائے مبارکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی ایمان افروز شرح

از:- حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت مولانا حشمت علی خان قادری رضوی علیہ الرحمہ

فرزند دینی و یقینی حاجی احمد قادری رضوی انجاکم رب المنن و ایانامن الہموم و الغموم و الشرور و المحن آمین برحمۃ حبیبہ دافع البلیان والفتن علیہ و علی آلہ وصحبہ و ابنہ الغوث العظم و حزبہ و الصلاۃ بعددمافی اللیل والنہار وعلیکم السلام ورحمتہ وبرکاتہ۔ خط ملا حالات سے آگاہی ہوئی۔

حضور مرشد برحق امامِ اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بھی ایک زبردست کرامت جمیلہ ہے کے بفضلہ تعالی وبکرم حبیبہ صلی تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم اپنے وصال اقدس کے بیس پچیس برس بعد آج کے رونما ہونے والے واقعات عالم کو اسی وقت ۱۳۴۰ھ کے محرم وصفر ہی میں ملاحظہ فرما کر سنی مسلمانوں کو ان کی خبر دے کر ان کے اسلام وسنیت کی حفاظت کا اہتمام وانتظام فرمارہے تھے۔

صاف فرمادیا کہ "میں پونے چودہ سو برس کی عمر سے یہی بتارہا اور اب پھر یہی عرض کرتا ہوں" یعنی ہر محبوب چیز سے بڑھ کر اور ہر عظمت والی ہستی سے زائد اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سچی محبت کامل تعظیم اور اللہ ورسول ہی کے لیے اُن کے دوستوں سے دوستی والفت اور اللہ ورسول ہی کے لیے ان کے دشمنوں جملہ بدمذہبوں گمراہوں مرتدوں بیدینوں سے جدائی و نفرت کا مدار ایمان واسلام ہونا یہی حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری عمر شریف بھر کے جملہ نصائح مقدسہ و مواعظ قدسیہ و تقریرات مبارکہ و تصنیفات متبرکہ کا عطر و خلاصہ ہے۔ جس نے اس پر عمل کیا اس نے حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جمیع تصانیف مقدسہ وارشادات متبرکہ پر بتوفیق تعالیٰ عمل کر لیا۔ اور جس نے اس سے منہ پھیرا اس نے حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام تحریرات شریفہ اور تقریرات منیفہ کو عیاذ باللہ تعالیٰ ٹھکرادیا۔

یہ بھی فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کے لئے کسی بندے کو کھڑا کر دے گا مگر نہیں معلوم میرے بعد جو آئے کیسا ہو اور تمہیں کیا بتائے اس لیے ان باتوں کو خوب سن لو یعنی اللہ عزوجل اپنے پیارے دین اسلام کی نصرت وحمایت و خدمت وحفاظت کی تو ضرور اپنے کسی نہ کسی بندے کو توفیق عطا فرمائے گا۔ لیکن تم کو نہیں معلوم کے میرے بعد آنے والے میرے اخلاف کیسے ہوگے اور تمہیں کیا بتائے گے۔ لہٰذا میری ان باتوں کو جو اس وقت فرمارہا ہوں خوب سن لو اچھی طرح یاد رکھو انہیں پر عمل کرتے رہو میرے بعد آنے والے میرے اخلاف اگر ان باتوں کے خلاف تمہیں کچھ بتائے تو اس وقت ہر گز یہ خیال نہ کرنا کے یہ تو اعلیٰ حضرت کے اخلاف ہے جو کچھ بھی بتارہے ہیں اگرچہ اعلیٰ حضرت کے ارشادات کے خلاف ہے لیکن اعلیٰ حضرت ہی کے اخلاف کی تو تعلیم و تلقین ہے۔ لاؤ اس پر بھی عمل کر لے بلکہ میرے بعد آنے والا یعنی میرا خلف کہلانے والا کوئی بھی شخص بھی میری جن باتوں کے خلاف کچھ بھی بتائے تو اسے ہر گز نہ سننا، اس کو ہر گز قبول نہیں کرنا۔ یہ بھی فرمادیا کہ "حجۃ اللہ قائم ہو چکی"۔ یعنی میرے ان ارشادات مبارکہ و وصایائے مقدسہ کے خلاف میرے بعد آنے والا میرا خلف کہلانے والا کچھ بتائیں اور کچھ مسلمانان اہلسنت کہلانے والے اسی کو مان لیں، اسی پر عمل پیرا ہو جائے تو وہ اللہ جل وعلا کے حضور چھوڑ نہیں دیے جائیں گے۔ قیامت کے دن اُن کا یہ عذر نہیں سنا جائے گا کہ ہم نے تو

اعلیٰ حضرت ہی کے اخلاف کے بتانے پر عمل کر کے اعلیٰ حضرت کے ان وصایائے مقدسہ و نصائح قدسیہ سے منہ موڑا تھا محشر کے روز یہ حیلہ نہیں چلے گا کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ مقدّس خاندانِ رضوی کے اخلاف اور مبارک سلسلہ رضوی کے خلفاء کہلانے والے اُن بڑے بڑے حضرات علماء کو جن کی روش ان ارشاداتِ ربانیہ کے خلاف تھی غلطی پر کیوں کر مان لیں۔ نہیں نہیں اللہ واحد قہار جل جلالہ کی حجت تم پر تام ہو چکی میرے ان وصایائے حقانیہ کا جس کسی کو بھی جس قدر بھی مخالف پاؤ اس کو اسی قدر حق سے جدا سمجھ کر اتنا ہی اس سے تم بھی جدا ہو جاؤ۔

یہ بھی فرمادیا کہ "اب میں قبر سے اٹھ کر تمہیں بتانے نہ آؤں گا"۔ یعنی میری عمر شریف کی یہ آخری مجلس واعظ ہے آج کے بعد سے قبر میں میرے تشریف لے جانے کے وقت تک پھر تمہیں کسی جلسے میں اس طرح میرے مواعظ طیبہ سننے کا موقع نہیں ملے گا۔ دیکھو ہر گز میرے ان ارشاداتِ ایمانیہ سے کبھی رو گردانی نہ کرنا۔ میرے اخلاف بھی اگر میرے ان نصائح دینیہ کے خلاف کچھ بتائے تو اس وقت یہ خیال ہر گز نہ کرنا کہ اعلیٰ حضرت کے اخلاف کے خلاف ہم کیسے کریں۔ یہ تو اعلیٰ حضرت کے اخلاف ہیں۔ اور ہم تو اعلیٰ حضرت کے حلقہ بگوشان سرکار و گدایان دربار ہی ہیں پھر ہم کو اعلیٰ حضرت کے ان اخلاف کے خلاف کچھ کہنے سننے کرنے کا کیا حق ہے کسی اور کے سمجھانے سے ہم کیسے سمجھیں کہ اعلیٰ حضرت کے ان اخلاف کی یہ باتیں خلاف ہیں۔ سن لو دنیا میں بالکل آخری مرتبہ تم کو یہ وصایائے ایمانیہ فرما رہا ہوں۔ دیکھو میرے بعد ہر گز یہ نہ کہنا کہ اعلیٰ حضرت کے اخلاف تو یہ بتا رہے ہیں اور اعلیٰ حضرت کا ایک گنہگار سگ دربار گدائے سرکار اُن کے خلاف یہ کہہ رہا ہے کہ اعلیٰ حضرت ہی کے ارشادات پر عمل کرو کسی ایسے ویسے کے کہنے سے ہم اعلیٰ حضرت کے اخلاف کے خلاف کیونکر عمل کریں ہاں اگر اعلیٰ حضرت خود ہی اپنی قبر اقدس سے اٹھ کر تشریف لائیں اور یہ ارشادات خود اپنی ہی زبان مبارک سے پھر ہم کو سنائیں تو ضرور ہم اعلیٰ حضرت کے فرمان پر اپنا سر تسلیم جھکائیں۔ یاد رکھو دنیا میں یہ میرا آخری دربارِ عام ہے۔ آئندہ میرے ان ارشاداتِ ایمانیہ پر عمل کرنے کے لیے قبر انور سے خود میرے اٹھ کر تشریف لانے اور بتانے کا ہر گز انتظار نہ کرنا۔

یہ بھی فرمادیا کہ "میرا دین مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔" یہ نہیں فرمایا کے میرا دین و مذہب میرے خلفاء سے پوچھ لینا۔ یہ بھی نہیں فرمایا کہ میرا دین و مذہب میرے اخلاف سے دریافت کر لینا۔ یہ بھی نہیں فرمایا کہ میرا دین و مذہب جو میری کتب میں ہیں میرے خلفاء یا اخلاف سے سمجھ لینا۔ کسی سنی کسی رضوی کے لئے آج یہ کہنے کا موقع نہیں چھوڑا کہ اعلیٰ حضرت کا دین و مذہب جو اعلیٰ حضرت کی کتابوں میں ہے اس کو اعلیٰ حضرت کے خلفاء و اخلاف سے زیادہ بلکہ ان کے برابر بھی کون سمجھ سکتا ہے۔ کسی سنی بننے والے کسی رضوی کہلانے والے کے لئے یوں کہنے کی گنجائش باقی نہیں رکھی کہ یہ علماء تو اعلیٰ حضرت کے خلفاء و اخلاف ہیں۔ کیا یہ اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے کہ ان کے اقوال و افعال اعلیٰ حضرت کے دین و مذہب کے خلاف ہیں بلکہ صاف ارشاد فرمادیا کہ (اگرچہ جو تحقیقات کلامیہ و تدقیقات فقہیہ و معارک علمیہ اعلیٰ حضرت کی کتابوں میں ہیں ان کو کما حقہا سمجھنا تو آج کل کے اکثر و بیشتر علماء و فضلاء کہلانے والوں کا بھی کام نہیں لیکن) عقائد دینیہ و ضروریہ مذہب اہلِ سنت میری کتابوں سے صاف ظاہر ہے ان کا سمجھنا میرے خلفاء یا اخلاف کے سمجھانے ہی پر ہر گز موقوف نہیں بس انہیں پر مضبوطی و پختگی و تصلب کے ساتھ ثابت و مستقیم رہنا ہر فرض سے بڑھ کر اہم و اعظم فرض ہے۔ فرضی اللہ تعالٰی عنک و جزاک احسن الجزاء عناوعن

الامة المحمدیه علی نبیها و آله و علیهاالصلاة والسلام والتحية.

محمد ظہور، گل محمد محبوبی، محمد طفیل بھاوپوری، عثمان عبدالغنی گونڈلی وجملہ اراکین بزم قادری رضوی سلمہم ربہم کو خصوصاً سلام مسنون مع دعائے خلوص مشہون۔ فقط

والسلام فقیر عبید الرضا غفرلہ۔

(مکتوبات مظہر اعلی حضرت، جلد دوم، صفحہ ۱۳۱)

☆☆☆☆☆☆

نماز میں نبی کو حاضر جانو!

از:- خلیفۂ اعلیٰ حضرت علامہ امام الدین کوٹلوی علیہ الرحمہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اقم الصلاۃ لذکری

یعنی نماز پڑھا کر میری یاد کرنے کو!

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے؛ بہت نمازی ایسے ہیں جن کو نماز سے رنج و ماندگی کے سوا اور کچھ نصیب نہیں ہو سکتا اور یہ امر اس سبب سے ہوتا ہے کہ فقط بدن سے نماز پڑھتے ہیں اور دل غافل رہتا ہے۔

سلام تیرے تے اے نبی اللہ آکھے دلوں زبانوں

وچہ در مختار اینویں لکھیا اہل ایمانوں

امام غزالی وچہ احیاء العلوم دے ایہ فرمایا

نبی نوں دل اپنے وچہ حاضر کر توں ایہ سمجھایا

پھر تو کہہ سلام تیرے تے اے نبی حق تعالیٰ

رحمت اوپر تیرے ہر دم بھیجے بھیجن والا

ہور میزان شعرانی دے وچہ ایہ ہے لکھیا بھائی

خاص خطاب نبی دے کرنے دی اوس وجہ سنائی

تاں جے غافل لوکاں تائیں خبر اوس دی ہو جاوے

روبرو جس ربدے تسیں بیٹھو نبی بھی اوتھے آوے

وچہ درگاہ خدا دے حاضر نبی ہمیشہ رہندے

سلام نمازی روبرو ہو کے نبی نوں مونہوں کہندے

امام شعرانی وچہ میزانے ایہ سانوں دکھلایا

ابی الحسن تے ہور وغیرہ دا اوس قول سنایا

ویقصد بالفاظ التشہد الانشاء کانہ یسلم علی نبیہ ، ھکذی فی العالمگیری

الفاظ تشہد میں یہ ارادہ کرے کہ میں سلام بھیجتا ہوں اپنی طرف سے انتہی

واحضر فی قلبک النبی صلی اللہ علیہ وسلم وشخصہ الکریم وقل سلام علیک ایھا النبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

یعنی موجود کر اپنے دل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے وجود گرامی کو اور عرض کر السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور جو ایسا نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

ملا علی قاری شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں:

اور نماز میں خطاب کر کے سلام کہنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے اس لیے کہ اگر نماز میں کسی اور کا خیال کر کے السلام علیکم کہے گا تو نمازی کی نماز باطل ہو جائے گی۔

تشہد و سلام نمازی پر واجب ہے کما ھو مصرح فی کتب الفقہ پس جب نمازی نے بقصد نقل و اخبار پڑھا تو یہ سلام جو اس پر واجب تھا وہ نہ ہوا واجب ترک سے نماز مکروہ تحریمی ہوئی جو واجب الاعادہ ہے لہذا اس کی نماز ہی ناقص و ناقبول ہے۔

امام الدین عفی عنہ۔

یعنی اس واسطے شارع علیہ الصلاۃ والسلام نے امر کیا ہے نمازی کو سلام اور درود کے لیے التحیات میں کہ آگاہ کرے غافلوں کو، کہ جس پروردگار کے سامنے تم بیٹھے ہو اس دربار میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود

ہیں، پس تحقیق وہ الٰہی سے کبھی جدا نہیں ہوتے، پس نمازی خطاب کرتا ہے لفظ سلام کے ساتھ آپ کے روبرو، امام الدین

یعنی ابوالحسن شاذلی وغیرہ اولیاء فرماتے ہیں، کہ اگر ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے جدا ہو جائیں، یعنی چھپ جائے تو ہم اپنے تئیں مسلمان نہ جانیں امام الدین)

ابوالحسن جو ولی خدا دے سانوں ایہ فرماون

ایک چمکارے اکھیاندے جے غیب نبی ہو جاون

مسلماناں دے ٹولے اندر اسیں شمار نہ ہوئے

ایسے صدمے اوپر بھائیو! ہر دم بہہ کے روئے

جیکر ایہ گل آکھے کوئی ہر تھاں حاضر رہنا

خاصہ صفت خدا دی سمجھو ہور نہ کسے کہنا!

میں کہناں ہاں جس نوں ایسی طاقت دیوے اللہ

بیشک حاضر ناظر ہر تھاں رہ سکدا اہے کلا

دیکھو ملک الموت فرشتہ جو روح قبض کریندا

جان حیواناں انساناں دی بیشک او ہو لیندا

چوہے بلیاں نالے کیڑے ہور پرند حیوانی

مشرق تھیں تا مغرب مغرب توڑی دکھن بھاڑ پچھانی

سب دی او ہو جان کڈیندا اہر تھاں حاضر رہندا

وقت نزع دے میت دے وہ آن سرہانے بہندا

وانگوں تھال بنائی اللہ دنیا اس دے آگے

جتھوں حکم کرے رب اتھوں پھڑ دا دیر نہ لگے

جو نماز کی معنی نہ جانے اس کی نماز ناقص ہے۔

یہ بہتر ہے کہ غیر مقلدوں کے امام آخر الزمان نواب صدیق حسن خان بھوپالی کی کتاب سے سناؤں یہ ان پر اشد سخت تر ہے۔

مسک الختام صفحہ ۲۴۴ میں لکھا ہے،

نیز آنحضرت مومنوں کا نصب العین اور عبادت کرنے والوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں اور تمام حالات و اوقات میں خصوصاً حالت عبادت و نورانیت میں انکشاف اس جگہ بہت زیادہ اور قوی ہوتا ہے۔ اور بعض عارفین قدس اسرار ھم کا قول ہے کہ خطاب محمدیہ کے ذرات اور ممکنات کے تمام افراد میں جاری و ساری ہونے کی وجہ سے ہے لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود و حاضر ہیں تو ہر نمازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ ہو اور اس شہود سے غافل نہ رہے تاکہ قرب و اسرار کے انوار سے منور و کامیاب ہو!

عشق کی راہ دور و نزدیک کا کوئی مرحلہ نہیں ہے، میں واضح طور پر تُجھے دیکھتا ہوں اور اپنی عرض معروض تُجھ تک پہنچاتا ہوں

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں حاضر سمجھنا شرک ہے تو نواب بھوپال نے تو شرک کے انبار لگا دیئے، دیکھو!

۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر عبادت میں مسلمانوں کے پیش نظر ہے۔

۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نمازی کی ذات بلکہ ہر ذرہ و ممکنات میں موجود و حاضر ہیں۔

۳) نمازی نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہدہ سے غافل نہ ہوں، کہ قرب الٰہی پائے۔

مگر یہ کہیے! اگلی سلطنتوں میں بڑے لوگوں کو تین خون معاف ہوتے تھے گورنمنٹ وہابیہ سے نواب بہادر کو تین شرک معاف ہیں لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(نصرۃ الحق مفید خلائق، صفحہ ۱۱٤)

☆☆☆☆☆☆

کرامات حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا

از- غازی اہلسنت محبوب ملت مفتی محبوب علی خان قادری رضوی علیہ الرحمہ

صواعق محرقہ میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری صاحبزادی فاطمہ رضی المولی عنہا اولاد آدم میں حور ہے کہ نہ اسے حیض آیا نہ نفاس۔ یہ کرامت و بزرگی صرف آپ ہی کی ہے۔ رضی اللہ عنہا

سیاحین فرشتے آپ کا کام کاج کرتے کبھی چکی چلاتے کبھی شاہزادوں کو جھلا جھلاتے۔ حدیث پاک گزری یوکلون بعونة آل محمد حضور پر نور مرشد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں:

مجھ کو کیا منھ عرض کا لیکن ملائک یوں کہیں

شاہزادی در پے حاضر ہے یہ منگتا نور کا

تابش عقد انامل سے ہیں چھلّے پور پور

ہے علی بند اس کف انور میں سچّہ نور کا

آرہا ہے آدمی بن کر فرشتہ نور کا

پڑ گیا ہے طائر سدرہ کو چسکا نور کا

کہہ دو فضہ دے دیں سونے کا نوالا نور کا

اپنے بچوں کا تصدق دے دو صدقہ نور کا

روضۃ الشہداء میں ہے کہ قریش کی کچھ عورتیں بارگاہ نبوّت میں حاضر ہوئیں عرض کی اے سرکار صادق امین! ہم نے فلاں لڑکی کی شادی ہے ہم تمنا رکھتے ہیں کے آپ حضرت فاطمہ کو اس میں بھیجیں وہ تشریف لا کر قریش کی شادی کی محفل دیکھیں اور ہماری عزت بڑھائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرما کر انہیں رخصت کیا اور دولت خانہ میں تشریف لائے اور فرمایا اے نور نظر! قریش کے فلاں گھر میں شادی ہے، عورتیں تمہیں دعوت دے گئی ہیں لہٰذا وہاں جاؤ۔ حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے عرض کی پدر بزرگوار! وہاں قریش کی بیش قیمت لباس پہنے موجود ہوں گی، میں اس لباس میں جاؤں گی تو وہ طعن کریں گی، ارشاد فرمایا جان پدر! یہ قیمتی لباس ان مشرکات کا چند روزہ ہے اور اس کے بعد ان کے لئے دوزخ کا قید خانہ ہے۔ جنت کی نعمتیں ایمان والوں کے لیے ہیں یہ گفتگو تھی کے حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ فاطمہ کو وہاں ضرور بھیجیں ان کے جانے پر وہاں کچھ عجائبات و غرائب کا ظہور ہوگا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ خاتون رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ جبرئیل یہ پیغام لائے ہیں کہ تمہارا وہاں جانا ضروری ہے۔ وہاں قریش کی کچھ عورتیں تمہارے جانے سے مشرف بہ اسلام ہوں گی۔ آپ نے عرض کی ابّا جان! میں تابع فرمان ہوں ضرور جاؤں گی فوراً آپ نے دوپٹہ دُرست فرمایا اور چادر مبارک اوڑھ کر تنہا روانہ ہوئیں۔ وہاں قریش کی عورتیں اس گمان میں بنی سنوری بیٹھیں تھیں کہ ہمارے یہ لباس فاخرہ اور مرصع بجواہر تاج اور زیورات دیکھ کر حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا اپنی مسکینی و ناداری پر ضرور افسوس کریں گی۔ اور اس محفل میں آکر شرمندہ ہوں گی، مگر خدا تعالیٰ مسبب الاسباب کی طرف سے غیبی سامان یہ ہوا کہ بیک وقت قریشی عورتوں کے کانوں میں آواز آئی کہ سلطنت الٰہیہ کی شہزادی تشریف لائیں، ہوشیار ہو کر دیکھا تو دروازہ پر ایک حسینہ و جمیلہ شہزادی لباس شاہانہ زیب بر و تاج مکمل بجواہر بر سر کنیزان شاہی کے جھرمٹ میں جلوہ افروز ہوئیں جن کے چہرہ پرنور کی نوری شعاؤں سے در و دیوار منور ہو گئے جن کی کنیزوں کے حسن و جمال اور لباس فاخرہ کے سامنے نازنینان قریش کا حسن ماند پڑ گیا سب بے ساختہ قیام تعظیمی کو اٹھیں اور پر تپاک خیر مقدم کے ساتھ تشریف لا کر آپ کو مسند پر بٹھایا اور بغور دیکھ کر پہچانا تو ساری خود شرمندہ ہوئیں اور آپ کے

لباس وزیور اور تاج کے جواہرات کو دیکھ کر حیران تھیں کہ یہ کہاں سے آیا اور کس کاریگر نے بنایا۔ عرض کی سرکار! کھانے پینے کو کیا حاضر کریں۔ ارشاد فرمایا میرے پدر بزرگوار کا فخر یہ ہے کہ اجوع یومین دوروز بھوکا رہوں اور صبر کروں واشبع یوما اور ایک دن کھانا کھا کر شکر کروں۔ عرض کی حضور والا کی جو مرضی ہو ارشاد فرمائیں تاکہ ہم وہی کام کریں جو آپ کی خوشنودی کا ہو، ارشاد فرمایا کہ میرے والد ماجد اور اللہ تعالیٰ کی رضا اس میں ہے کہ آپ لوگ بت پرستی چھوڑ کر اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا تصدیق کے ساتھ زبان سے اقرار کریں۔ یہ سنتے ہی بہت سے قسمت والی عورتوں نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور دولت ایمان سے مشرف ہوئیں انتہیٰ مختصر۔ فسبحن اللہ وبحمدہ و صلی اللہ علیہ وعلیہا و علی آلہ و اصحابہ اجمعین وبارک وسلم تسلیما کثیرا۔

(خطبات اهلبیت، صفحہ ۱۵)

☆☆☆☆☆☆

سیمینار کے دینی نقصانات

از: تاج المشائخ شہزادۂ سلطان الہند حضرت سید فرید الحسن چشتی صاحب قبلہ چشتی علیہ الرحمہ

باسمہ تعالیٰ ھوالقادر المعین

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم،

وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

فقیر چشتی کے لئے باعث رنج ہے یہ بات کہ دیرینہ کرم فرما حضرت مفتی ناظر اشرف صاحب قبلہ اور فخر اسلاف سیدی حسینی میاں صاحب قبلہ کے پیہم اصرار کے باوجود مورخہ ۳/۴/ جمادی الاول ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۳/۲۴فروری ۲۰۱۵ بروز ایمان افروز (دوشنبہ مبارکہ وسہ شنبہ) کوناگپور مہاراشٹر میں منعقد ہونے والے سیمینار میں حاضری سے قاصر ہوں۔ اسکے اسباب وعلل دنیوی نہیں بلکہ دینی ہیں۔

فقیر چشتی کے مشائخ عظام، فقہاء کرام، علماء ذوی الاحترام، ماضی قریب تک کسی سیمینار کے قائل نہ تھے بلکہ اُن کا معمول دینی یہ رہا کہ اکابر کے فتوائے مبارکہ کے تصدیق و توثیق و تقریض سے مزین و مبرہن کرکے اس عالم متاع کی وقعت بڑھانے کی نیت سے اپنے اپنے دارالافتاء سے بحیثیت خادم شرع مطہرہ روانہ فرمادیتے۔ اس کی بکثرت نظیریں موجود ہیں حصول برکت کے لئے چند مبارک کتابوں کے نام دیئے جاتے ہیں۔ "حسام الحرمین علی من حرالکفر والمین، الصوارم الھندیہ علی مکر الشیطان الدیوبندیہ، فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین، الدلائل القاھرہ علی الکفرۃ النیاشرہ، الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ، تحقیق المتکبر فی عدم جواز الصلوٰۃ علی لاؤڈ اسپیکر، طرق اثبات الھلال"

سیمینار کے دینی نقصانات جس قدر ہوئے ہیں اہل بصیرت علماء حق سے پوشیدہ نہیں۔ مفتیان شرع کی قدر و منزلت جاتی رہی۔ دارالافتاء کے کسی اکیلے مفتیِ حق کا فتویٰ معاذاللہ ناقابل عمل ہو کر رہ گیا، معاذاللہ عامۃ المسلمین اسی فیصلے کو دینی فیصلہ سمجھنے لگے جس فیصلے پر شرکاء سیمینار کے مواہر و دستخط ہوں۔ معاذاللہ سیمینار ہی کی دین ہے کہ بلا تکلف اعاظم دین وملت کے فتاویٰ کے خلاف لاؤڈ اسپیکر پر حیلے بہانے کے ساتھ نماز پڑھنے پڑھانے کو جائز کرلیا۔ انہیں سیمیناروں ہی کی دین ہے کہ چلتی ٹرین میں فرض و واجب ملحق بواجب پڑھ لینے کے بعد دوہرانے کی ضرورت نہیں۔ انہیں سیمیناروں کی دین ہے کہ دوچار ٹیلیفون کی خبر لا یعنی پر سوں وافطار جائز کرلیا گیا۔ انہیں سیمیناروں کی دین ہے کہ فوٹو گرافی کو منفعت دنیوی کے لئے معاذاللہ حلال کرلیا گیا وغیرہ وغیرہ۔

سیمیناروں کو معاذاللہ اجماع امت کا درجہ دیا جانے لگا، ہر دولت مند اپنی دولت کے بل بوتے ایک بے وقعت سیمینار کو جب چاہے منعقد کرکے معاذاللہ التباس حق و باطل کرلے، باوجود یہ کہ ایک ہی ذات دین و شرع کے معاملے میں اب سے لے کر انشاء اللہ قیام قیامت تک معتمد و معتبر ہے۔ وہ ذات بلاارتیاب اِمام احمد رضا علیہ رحمہ کی ہے اور اُن کے سچے متبعین قدست اسرار ہم یہی سبق دیتے آئے اگر کسی سرمایہ دار کو علماء کرام کی خدمت کا جذبہ ہو بھی تو سیمینار کی کیا ضرورت!

شرکاء سیمینار میں وہ کون ہیں جنہیں اعلیٰ حضرت نے اصحاب تخریج، اصحاب ترجیح، اصحاب فتویٰ شمار کرایا ہے۔ اجماع امت کے لیے سیدنا اعلیٰ حضرت قدّس سرہ نے مولانا انوار اللہ شاہ صاحب علیہ رحمہ سے بیس

سوالات قائم فرما کر اجماع امت کیا ہوتا ہے، اور اجماع امت کسے کہتے ہیں، واضح کر دیا۔

فقیر چشتی کی گذارش ہے کہ علماء حق کی خدمت بیش از بیش کی جائے مگر سیمینار کر کے مال مسلم کو ضائع نہ کیا جائے۔

فقط دعا گو سائل دعا

فقیر سید فرید الحسن چشتی

☆☆☆☆☆☆

حضرت مشاہد ملت ذات بابرکات جامع کمالات

از: جامع معقول ومنقول منبع علم وحکمت حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی شبیر حسن صاحب قبلہ رضوی علیہ الرحمہ شیخ الحدیث الجامعۃ اسلامیہ قصبہ روناہی، ضلع فیض آباد

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔اما بعد

بعض افراد انسان ایسے ہوتے ہیں جو فکر و نظر کے تاجور ہوتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے واقعات وحادثات سے ایسے ایسے نتائج کا استخراج کرلیتے ہیں جو غیروں کے لئے بھی درس عبرت مشعل راہ ہوتے ہیں اور بعض افراد انسان اس وصف سے خالی ہوتے ہیں،ان کے سامنے بڑے سے بڑاواقعہ رونما ہو جاتا ہے مگر اس سے نتیجہ برآمد کرنے سے قاصر رہتے ہیں اور ایسے ہی بعض افراد انسان ایسے ہوتے ہیں جو اپنی زندگی قوم وملت کی فلاح و بہبود کے لیے وقف کر دیتے ہیں اور بعض اس وصف سے خالی وعاری ہوتے ہیں اگر غور وفکر سے کام لیا جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جائیں گی کہ در حقیقت انسان وہی ہے،انسانیت اسی کو زیب دیتی ہے جس کی زندگی کا کچھ حصہ قوم وملت اور سماج کی فلاح و بہبود کے لیے صرف ہوتا ہے، جس کا ہر ہر لمحہ قوم و ملت کو عروج و ارتقاء و عزت و کامرانی و سعادت جاودانی کی لازوال دولت سے مالامال کرنے کے لیے وقف ہو، جس کے عمر عزیز کا ہر لمحہ و ہر ساعت قوم و ملت کے گیسو سنوارنے کے لیے آشفتگی اور حیرانی و پریشانی میں گزر رہی ہو، جو خود حیران و پریشان رہ کر اپنی قوم کو پر شکوہ و پر وقار زندگی دلانے کا خواہاں ہو اور حوصلہ بلند رکھتا ہو کے جس کے کوہ شکن حوصلہ سے ہمالیہ پہاڑ لرزا ہو، جس کی خداداطاقت و قوت کا اکثر و بیشتر حصہ بندگان خدا کی خدمات اور ان کے لیل و نہار کو پر وقار بنانے میں صرف ہوتا ہو جو اپنی جدوجہد سعی پیہم سے انسانیت کو عظمت و برتری، سربلندی و سرفرازی عطا کر سکتا ہو جو اپنے اخلاق و کردار، رفتار و گفتار، اقوال وافعال میں یکسانیت رکھتا ہو۔

الحمدللہ! قاطع فتنہ نجدیت وہابیت مظہر مظہر اعلی حضرت حضرت عظیم البرکت علیہم الرحمۃ والرضوان شہزادے حضور شیر بیشہ سنت رضی المولی تعالی عنہ اپنے والد گرامی کے فرزند ارجمند اپنے وقت کے ممتاز عالم دین وشریعت تھے علوم نقلیہ وعقلیہ کے ماہر، علم وحکمت و شریعت و طریقت کے جامع تھے،اپنے والد گرامی علیہ الرحمہ کے نقوش قدم پر چلنے والے اپنے وقت کے زبردست مناظر اعظم تھے اور 'الولد سر لابیہ' کے صحیح مصداق تھے۔اور ان کے سچے جانشین تھے پوری زندگی مسلک اعلی حضرت کی نشرواشاعت کے لیے وقف تھی، حق گوئی ان کا شیوہ تھا، پورے درس نظامی پر قدرت و اقتدار رکھتے تھے۔ فقیر جس زمانے میں نانپارہ عزیزالعلوم میں خدمت تدریس کے فرائض انجام دے رہا تھا اس وقت وہاں تشریف لایا کرتے تھے اور حضرت بلبل ہند الشاہ مفتی رجب علی صاحب رضی المولی تعالی عنہ سے بہت اچھے مراسم تھے ان کے آپس میں علمی مذاکرے بھی ہوتے تھے فقیر سے حضرت مشاہد ملت نے دریافت فرمایا کہ مولانا! یہ عربی کونسا مہینہ ہے؟ فقیر نے عرض کیا کے حضور! جمادی الاولی یا جمادی الاخری ہے۔چونکہ عموماً لوگ جمادی الاول وجمادی الاخر بول دیا کرتے ہیں جو درست نہیں ہیں اس لیے فوراً حضرت میرا منہ دیکھنے لگے اور بہت خوش ہوئے اور کلماتِ دعائیہ فرمایا اور جب بھی وہاں تشریف لاتے فقیر سے محبت فرماتے رہے اور کبھی نحوی و منطقی مسائل پر بھی گفتگو فرماتے زید ضرب کی نحوی ترکیب میں وہ فرماتے کہ جب زید حقیقتاً فاعل ہے تو اسے فاعل مقدم کہنے میں کیا حرج ہے؟اور نحویوں کا فاعل کی تعریف میں اس طرح کہنا کے فاعل ہر وہ اسم ہے کہ جس سے پہلے فعل و شبہ

فعل وغیرہ الی آخرہ، یہ ان کی اپنی اصطلاح ہے۔اور بہت سے مسائل نحویہ ومنطقیہ پر گفتگو فرماتے جن سے ان کی جلالت علمی کا اندازہ ہوتا ہے کہ پورے درس نظامیہ پر اقتدار کے ساتھ استحضار بھی رکھتے تھے۔

مظہر مظہر اعلیٰ حضرت علامہ الحاج مشاہد ملت حضرت مفتی مشاہد رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی رفیع زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا سے جامع کمالات نظر آتی ہے آپ کی زندگی کا ہر لمحہ قوم وملت کے زلف پریشاں اور گیسوئے پیچاں کو سنوارنے اور قوم وملت کو عشق ومحبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا درس دینے اور انہیں اس دولت لازوال سے مالامال کرنے میں مصروف نظر آتا ہے،آپ علم و حکمت،ذہانت و فطانت،بصیرت و تدبیر،بلند سیرت، حسن عمل کے پیکر جمیل تھے تمام تر علوم متداولہ میں ایسی دستگاہ اور قدرت حاصل تھی کہ ماہرین علوم وفنون جب آپ کی نقطۂ آفرینی کو دیکھتے یا سنتے تو ورطہ حیرت میں پڑ جاتے وہ بڑے ہی نقطہ سنج اور دقیقہ رس تھے جن مسائل پر توجہ فرماتے تحقیقات انیقہ رشیقہ کا حق ادا کر دیتے۔ مسائل شرعیہ پر ان کی گہری نظر تھی ان کے مجموعہ فتاویٰ سے حضرت موصوف کی فقہی بصیرت و بصارت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے فقیر کی معلومات کے مطابق حضرت مشاہد ملت علیہ الرحمہ نے اپنے دارالعلوم حشمت الرضا حشمت نگر، پیلی بھیت شریف کے علاوہ کہیں کسی دارالعلوم و مدرسہ میں درس وتدریس کا کام شاید انجام نہیں دیا چونکہ والد گرامی شیر بیشہ اہل سنت مظہر اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہم کی طرح امام عشق ومحبت اعلی حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت ہی گہری وسچی ووالہانہ عقیدت تھی اس لیے اپنے والد گرامی کے نقوش قدم پر چلتے ہوئے اور انہیں کی روش وطرز عمل کو اپناتے ہوئے پوری زندگی امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ کے عشق و محبت میں ڈوبے ہوئے پیغامات کو ملک کے گوشے گوشے میں عام فرمانے کی کوشش فرمائی،ان کے پیغامات و محبت کو عام کرنااور انہیں کی تبلیغ وترویج واشاعت کرنا ان کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا تھا۔وہ فرمایا کرتے تھے کے امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ رحمۃ والرضوان نے کتاب و سنت،اجماع صحابہ،اقوال ائمہ،صوفیائے کرام اور علمائے حق کے اقوال اور معمولات کی روشنی میں جو مذہب حق کی وضاحت فرمائی ہے کافی ہے،فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے اس قول (مذہب حق وہی ہے جو کچھ میری کتابوں سے ظاہر ہے) پر سختی سے کاربند تھے ان کا کہنا تھا کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتابوں میں کیا کچھ نہیں ہے شرعی اصول وفروع کے علاوہ کون سے وہ دینی مباحث ہیں جن پر قلم حق رقم نہ چلا ہو مسلک اہل سنت وجماعت کے اکابر علماء نے انہیں کے دینی افکار و نظریات کی تشہیر فرمائی۔ان اکابر علماء کرام کے اسماء گرامی بھی بیان فرماتے تھے۔مولیٰ تعالیٰ حضرت موصوف علیہ الرحمہ کی قبر مبارک پر رحمت وانوار کی بارش نازل فرمائے اور ان کے روحانی فیوض و برکات سے ہم جماعت اہل سنت کو مستفیض و مستنیز فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

فقط

محتاج دعا وگدائے باب رضا

شبیر حسن رضوی غفرلہ القدیر القوی

بجاہ حبیبہ النبی صلی علیہ المولی العلی

(ماخوذ از-اتحاد باطل کی بیخ کنی)

☆☆☆☆☆☆

خطائے بزرگاں کی تلاش حرماں نصیبی ہے

از: نبیرۂ مظہر اعلی حضرت، شہباز معرفت مولانا محمد سنابل رضا خان حشمتی، پیلی بھیت شریف

ماہ اگست ٢٠٠٦ ماہنامہ "جام نور" میں ایک کالم "روبرو" کے تحت ایک طویل انٹرویو شائع ہوکر نذر قارئین ہوا اس کو پڑھ کر یہی تاثر قائم ہوا کہ آج بھی کچھ افراد موجود ہیں جن کا مشغلہ اکابر پر نکتہ چینی ان کی عبارتوں پر حرف گیری، ان کے کلاموں میں سقم جوئی بن چکا ہے۔ اور بزعم خویش اپنی ہمہ دانی کا سکہ رائج الوقت ناواقفین کے دلوں پر خواہی نخواہی بٹھاتا ہے، جبکہ اس سے قبل اس طرح کی کوئی بات ہمارے یہاں دور دور تک نظر نہیں آتی۔ بلکہ اسلاف ہی اخلاف کے لیے نمونۂ تقلید ہوا کرتے تھے۔

جیسا کہ سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کی حدیث پاک ہے "لعن أخر هذه الامة اولهاالخ"""" یعنی سرکار مدینہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا بعد والوں کا پہلے والوں کی لعنت کرنا علامت قیامت سے ہے" بہر کیف دور حاضر میں اکابر پر نکتہ چینی کرنا اور ان کی عبارتوں میں غلطیاں نکالنا یہ قرب قیامت کی عظیم ترین نشانیوں میں سے ہے۔

اسی "جام نور" میں ایک انٹرویو حدائق بخشش کے اشعار پر نقد و جرح کے متعلق ہے۔ جس میں امام عشق و محبّت سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی خطی تحریروں اور ان کے اشعار پر شکوک و شبہات کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور بعض جگہوں پر کاتب کی غلطی کہہ کر اس کی تصحیح بھی کی گئی ہے۔ جبکہ اس سے قبل وہ تحریرات اکابر علمائے کرام مشائخ عظام کی نگاہوں سے بھی گزریں۔ اس کو پڑھا، سمجھا، مگر اس کے باوجود ان پر کسی طرح کی کوئی تنقید ان کی طرف سے عالم وجود میں نہ آئی۔ جبکہ وہ لوگ ان نقاد و قلم کاروں سے کہیں زیادہ علم و عمل زہد و تقوی والے تھے۔ کیونکہ وہ حضرات جانتے تھے کہ سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کو اللہ جل جلالہ نے وہ علم عطا فرمایا ہے جہاں تک عام اذہان کی رسائی نہیں ہوسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ سرکار اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی تحریرات و نگارشات کے دوران بارہا ایسی عبارتیں ذکر فرمائیں اور پھر "اظهار آلتحد يث النعمة ورغماآلانف الاعدأ" اور ارشاد فرمایا: "فافهم ان كنتم تفهم وان كنا نعلم انك لاتفهم (سداالفرار) "یعنی میری عبارت کو سمجھ سکتے ہو تو سمجھ کر بتاؤ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ تم نہیں سمجھ سکتے" غور فرمائیں اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ کا یہ چیلنج آج کل کے ارباب حل و عقد کے لیے نہ تھا بلکہ اپنے زمانے کے ان اصحاب علم و دانش کے لیے تھا جن کے علم و فضل کا لوہا دنیا تسلیم کرتی تھی۔ اور جب وہ نہ سمجھ سکے تو ہما و شما کس اعداد و شمار میں ہیں۔ پس ثابت ہوگیا کہ آج لوگوں کا اس طرح حرف گیری کرنے اور چھاپ کر عوام الناس کے سامنے پیش کرنے کی دو وجہیں ہوسکتی ہیں۔

(١) یا تو اپنے علمی تفوق و برتری کو ثابت کرنا

(٢) یا تو ان کی شخصیت جن کو لوگ اپنا پیشوا و امام تسلیم کرتے ہیں۔ ان لوگوں کی نگاہوں میں غیر معتبر ٹھہرانا۔

اور یہ دونوں باتیں لائق صد افسوس و قابل مذمت ہیں جب کہ اسلاف ہمارے سرمایہ ہیں۔ یہ تو اپنے سرمایۂ کو اپنے ہاتھوں سے برباد کرنا ہے۔

نام نیک رفتگاں ضائع مکن

تابماند نام نیکت برقرار

آپ خود سوچیں غیر اگر اس طرح کی حرف گیری کریں تو ہم سمجھ سکتے ہیں کہ یہ ان کا پرانا کام ہے لیکن اپنے لوگوں کا نقطہ چینی کرنا انتہائی درجہ کی کم ظرفی اور بزرگوں کے ساتھ بے ادبی اور گستاخی کی بین دلیل ہے اور ایمان جانے کا اندیشہ ہے۔

گر خدا خواہد پردہ کس درد

میلش اندر طعنہ پاکاں برد

از خدا جوئیم توفیق ادب

بے ادب محروم گشت از فضل رب

دوست ہو دوست کا دشمن تو شکایت کس کی

یار آمادۂ خوں ہو تو بچائے پھر کون؟

حضور امام اہلسنّت مجدد دین و ملت سیدی سرکار اعلی حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔۔۔

بزرگوں کی حرف گیری اور ان کی تحریرات میں غلطیاں نکالنا ان کی شان میں بے ادبی اور گستاخی ہے اور ایمان جانے کا خطرہ۔ معاذاللہ اگرچہ ہماری نگاہوں میں غلط ہوں" چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ ایک غامض بات ہے کہ کبھی اولیائے کرام قدسنا اللہ تعالی باسرار ہم قصداً لحن اختیار"۔"اور اس میں ان کے لیے کچھ اسرار ہیں جن سے ہمارے انظار قاصر ہیں" اور آگے فرماتے ہیں ۔۔۔۔"لہذا حضرات مشائخ وصیت فرماتے ہیں کہ جو لفظ اولیائے کرام قدست اسرار ہم سے جس طرح منقول ہوا، اس میں تغیر نہ کیا جائے اگرچہ اپنی نگاہوں میں لحن نظر آئے کہ ان کے لئے اسرار ہیں اور برکت اسی میں ہے جو انکی زبان فیض ترجمان سے صادر ہوا"

"حضرت امام اجل عارف اکمل سیدی و مولائی محمد بن محمد حسین خلد الملۃ والدین بلخی رومی قدس سرہ الشریف کی "مثنوی" معنوی کا مطالعہ کریں' اس میں جہاں جہاں عربی بندشیں ہیں خواں ابیات عدیدہ یا اشعار کاملہ یا پورے مصرع یا اجزاء کے مصاریع ان میں صدہا جگہ اس قسم کی باتیں پایئے گا جن پر بنظر قواعد عربیت و کلمات عرب حقیقۃً خواہ بطور معترض غلط وخطا کا الزام آئے گا" ۔اور آگے فرماتے ہیں ۔۔۔"ان کی تو گنتی ہی نہیں جنہیں صحیح کر کے پڑھیے تو ایسے زحافات میں پڑے جو نظم فارسی میں ممنوع یا طبع و گوش کو سخت نا مطبوع پھر کوئی گستاخ، بے ادب ہی ان کی وجہ سے حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی کو معاذاللہ ناواقف یا بندش نظیف سے عاجز کہے، یا جنون کامل کی ظل حمایت میں آکر مثنوی شریف کی تصنیف لطیف حضرت مولوی ہونے سے منکر ہے"۔اور آگے فرماتے ہیں کہ ۔۔۔" کسی محبوب کے بعض کلام میں کوئی لفظ بلحن صریح ہی ہو۔تاہم ان کا لحن تیرے صواب سے لاکھ درجے زیادہ اللہ عزوجل کو پسند ہے دیکھ کہ حضرت مولوی قدس سرہ مثنوی شریف میں کیا ارشاد فرماتے ہیں' ۔۔۔

گر حدیثت کژ بود معنیت راست

آں کژی لفظ مقبول خداست

در بود معنی کژ و لفظت نکو

آں چناں معنی نیز زو یک تو

"دربیان خطائے محبان کہ بہتر از صواب بیگانگاں ست"

(۱) آں بلال صداق در بانگ نماز

حتی را ہی خواند از روئے نماز

(۲) تا بگفتندا ے پیغمبر نیست راست

ایں خطا اکنوں کہ آغاز بناست

(۳) اے نبی واے رسول ﷺ کردگار

یک مؤذن کو بود افصح بیار

(٤) عیب باشد اول دین وصلاح

لحن خواند لفظ حی علی الفلاح

(۵) خشم پیغمبر بجوشید وبگفت

یک دو رمزے از عنایات نہفت

(٦) کاے خسان نزد خدا ھیّ بلال

بہتر از صد حی وحی قیل و قال

(٧) وا مشورا یند تا من رازتاں

وانگویم زخسر وآغاز تاں

جس وقت کتاب مقدّس سبع سنابل شریف پر گمراہ لوگوں نے اعتراض کیا کہ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نعلین کی حفاظت فرما رہے ہیں۔اس میں حضرت خضر علیہ السلام کی توہین ہے۔اب امام عشق محبت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت مجدّد دین وملت علیہ الرحمۃ والرضوان کا وہ جواب سنئے جو لوح محفوظ دیکھ کر تین جواب تحریر فرماتے ہیں۔جس میں سے صرف ایک جواب ملاحظہ فرمائیں۔وہم کرنے والا اصلاح قوم سے ناواقفی کے باعث کمال عظمت کو معاذاللہ موجب اہانت گمان کرتا ہے۔اور اہل ظاہر پر انکار کلمات اہل اللہ میں اکثر بلا اسی دروازے سے آتی ہے۔اس اصلاح کو اپنے مفہوم پر حمل کرتے اور خطا میں گرتے ہیں اور نہیں جانتے۔اب سنیے نعلین کو کونین کہتے ہیں۔اللہ عزوجل نے اپنے بندے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ فاخلع نعلیک انک بالوادالمقدس طوی" اپنے دونوں جوتے اتار ڈالو تا کہ تم پاکیزہ جنگل طوی میں ہو۔

مفسر علامہ نظام الدین حسن بن محمد قمی غرایٔب القرآن ورغایٔب الفرقان معروف.تفسیر نیشاپوری میں اس آیہ کریمہ کے معنی بطور اہل اشارات و حقائق میں فرماتے ہیں••• اترک الالتفات الٰی کونین انک واا صل الٰی جناب القدس •• یعنی نعلین سے دونوں جہاں مراد ہیں اُنہیں اتار ڈالو یعنی ان کی طرف التفات نہ کرو کہ تم بارگاہ قدس میں پہنچ گئے۔اقول نعلین قطع راہ میں معین ہوتی ہے اور مقصد اولیاء وصول بحضرت کبریا ہے اور دنیا آخرت دونوں اس راہ کی قطع میں معین ۔دنیا یوں کہ اس میں اعمال سبب وصول جنّت ہے اور آخرت یوں کہ وہیں وعدۂ دیدار ہے،،

لہٰذا طالبان مولا بالذات کونین کو زیر قدم رکھتے ہیں۔اور جو زیر قدم ہو اسے نعلین کہنا مناسب ہے، حدیث میں ہے الدنيا حرام اعلىٰ اهل الفقرة ـوالاخرة حرام على اهل الدنيا والدينا والاخرة حرام على اہل الله ،،دنیا حرام ہے آخرت والوں پر اور آخرت حرام ہے دنیا والوں پر دنیا وآخرت دونوں حرام ہے اللہ والوں پر،، رواه الديلمى عن ابن عباس رضى الله عنهما،، نیز نعلین زوجہ کو کہتے ہیں،، کما فی القاموس وغیرہ،،،اور دنیا وآخرت دونوں سوتیں ہیں۔

فان من جو دک الدنيا وضرتها

ومن علومک علم اللوح والقلم

یہ اسی طرح اشارہ ہے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ:

،،من دنيا اضربآخرته ومن احب اٰخرةاضربدنيا فاثروامايلقىٰ علىٰ مايفنىٰ ،،

جو اپنی دنیا کو پیار کریگا اس کی آخرت کو نقصان ہوگا اور جو اپنی آخرت کو پیار رکھیگا اس کی دنیا کو ضرر ہوگا۔ تو باقی کو فانی پر ترجیح دو،،

رواہ احمد والحاکم عن ابی موسیٰ الا اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح۔

امام عشق و محبت مجدد دین و ملت سرکار اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمتہ واالرضوان تحریر فرماتے ہیں،

ہندیاں رااصطلاغ ہند مدح

سندیاں رااصطلاح سند مدح

در حق او مدح در حق توذم

در حق او شہد در حق تو سم

در حق او ورد در حق او خار

در حق او نور در حق تو نار

تو چہ دانی زبان مراغاں را

کہ ندیدی گہ سلیماں را

محمد شاہ بادشاہ دہلی کے حضور مجمع علماء تھا بعض کلمات منسوبہ باولیاء پر رائے زنی ہو رہی تھی۔ ہر ایک اپنی سی کہتا اور اعتراض کرتا۔ایک صاحب کہ جماعت میں سب سے اعلم تھے خاموش تھے ۔بادشاہ نے عرض کہ آپ کچھ نہیں فرماتے۔ فرمایا یہ سب صاحب میرے ایک سوال کا جواب دیں تو میں کچھ کہوں سب ان عالم کی طرف متوجہ ہوئے۔انہوں نے فرمایا: آپ حضرات بولی کتے کی سمجھتے ہیں؟ سب نے کہانہ کہا بلی کہ؟ کہانہ۔ کہا سبحان اللہ تم مقر ہو کہ ارذل خلق اللہ کی بولی تو نہیں سمجھتے اولیاء اللہ افضل خلق اللہ ہیں ان کا کلام کیوں کر سمجھ لوگے۔

امام عبداللہ شعرانی فرماتے ہیں ۰۰۰" علماء مصر جمع ہو کر ایک مجذوب کی زیارت کو گئے۔انہوں نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا۔ مرحبا بعبید عبدی مرحبا۔ میرے بندے کے بندوں! سب پریشان ہو کر لوٹ آئے۔ایک صاحب جمع ظاہر و باطن سے ملے اور شکایت کی کہ انہوں نے فرمایا ٹھیک تو ہے تم سمجھتے نہیں تم خواہش نفس کے بندے ہو رہے ہو۔ انہوں نے خواہش نفس کو اپنا بندہ کر لیا ہے ان کے بندے کے بندے ہوئے۔"

صوفیاء کرام کی اصطلاحات ہیں، رموز خاص ہیں۔ ہر شخص ان کے کلام سے انکی مراد نہیں سمجھ سکتا حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہوا کہ فرمایا ۰۰۰ "خضضنا بحراوقف الانبیاء علی ساحلہ" "یعنی ہم نے ایسے سمندر میں غوطے لگائے کہ انبیاء علیہم السلام اسکے کنارے پر کھڑے ہیں"- بظاہر یہ جملہ کس قدر مہیب اور خوفناک معلوم ہوتا ہے اور ظاہر میں اس سے اس وہم میں پڑ جاتا ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر اپنی فضیلت نکالتے ہیں۔ مگر عرفاجوان حضرات کے انداز کلام اور رمز سخن کے ماہر ہیں انہیں ایک لحہ بھی تردد نہیں ہوتا۔ ان سے دریافت کیجیے تو فرماتے ہیں کہ یہ کلام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مدح وثناء میں بہترین کلام ہے جس میں قائل نے یہ بتایا ہے کہ ہم سب تو خواہشات کے سمندر میں غوطے کھارہے ہیں۔ اندیشہ ہے کہ یہیں نہ رہ جائیں۔ مگر امید اس لیے بندھی ہوئی ہے کہ اپنے غلاموں کو غرق ہونے سے بچانے کے لیے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کنارے پر تشریف فرماہیں۔

اب غور کیجئے! تو اطمینان ہوتا ہے کہ واقعی اس جملے کا یہی مطلب ہے اور جس کی طرف بظاہر ذہن سبقت کرتا ہے وہ مطلب ہر گز نہ تھا۔اور عارفین کے وہم میں بھی وہ بات گھر نہ کر سکتی تھی۔

لہذا حضور اعلی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار پر جرح و تنقید سے پہلے اصل نسخہ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے اور جن حضرات کو شکوک وشبہات ہوں وہ ازالۂ اوہام اور افہام کے لئے حضور خلیفۂ اعلی حضرت حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسالہ مبارکہ ''رد کید الخبثاء'' جو عسکری اکیڈمی خانقاہ حشمتیہ پیلی بھیت شریف سے شائع ہوگئی ہے اس کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

خطائے بزرگاں گرفتن خطااست

☆☆☆☆☆☆

مریدوں کو تین نصیحتیں

خلیفۂ سرکار اعلیٰ حضرت، مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت حضور حشمت علی خان قادری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنے مریدوں کو سختی سے تین چیزوں کی نصیحتیں فرماتے:

(1) اسلام اور سنّیت پر تصلب و پختگی اور مضبوطی سے قائم رہنا۔

(2) دشمنان خدا اور سول (وہابی دیوبندی، تبلیغی، جملہ ۷۲ جہنمی فرقوں) سے قطعاً دور رہنا۔

(3) اپنی کسی غلط بات کو صحیح ثابت کرنے اور اسکی غلط تاویل کرنے کی ہر گز ہر گز کوشش نہ کرنا، غلطی کو غلطی ماننا اس سے رجوع (توبہ) کرنا حق پسندی ہے۔ اور غلطی کو صحیح بنانے کی کوشش کرنا ہٹ دھرمی اور گمراہی کی جڑ ہے۔

(سوانح شیر بیشہ سنّت، صفحہ-195)

(ماخوذ از: مولانا حشمت علی لکھنوی، صفحہ-273)

مدیر اعلیٰ

عبید حشمت علی غفرلہ